REGO NO. 1P. 67

رجسٹرڈ نمبرایل ۶۷

۲۷ ظہور ۱۳۴۳ہش | ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ | ۲۷ اگست ۱۹۶۴ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۵ اگست ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں الفضل ۲۲ اگست میں شائع ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ کل دوپہر سے شام تک حضور کو بے چینی کی تکلیف رہی اس وقت طبیعت بہتر ہے۔

احباب کرام اپنے پیارے آقا کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے متواتر دعائیں کرتے رہیں

قادیان ۲۵ اگست ۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی شفایابی کیلئے صدقہ کی تحریک

محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ

گزشتہ سال انصار نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی شفایابی کیلئے مسلسل ۴۰ دن تک صدقہ جاری رکھنے کی تحریک کی تھی خدا کے فضل سے یہ تحریک بڑی کامیاب رہی ... حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت بدستور کمزور چلی آرہی ہے اس لئے میں پھر انصار سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے پرسوز دعاؤں کیساتھ ایک بار پھر چالیس روز تک صدقہ جاری رکھنے کی اس تحریک میں حصہ لیں تا اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئے اور وہ عاجزوں پر رحم فرماتے ہوئے حضور ایدہ اللہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے آمین

صدقہ کی رقوم دفتر انصار اللہ مرکزیہ میں بھجوا دی جائیں۔ خاکسار ۔ مرزا ناصر احمد صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ ۔ ۲۱ جولائی ۶۴ء

رپورٹ دورہ برائے وصایا و زکوٰۃ

مرسلہ مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل و مکرم مرزا ظہیر الدین منور احمد صاحب اراکین وفد

چونکہ اس وقت بھارت میں جماعت کی تعداد کے مقابلہ پر موصیوں کی تعداد بہت کم ہے ۔ اور سلسلہ عالیہ کے تبلیغی و اشاعتی کاموں کے لئے جس قدر روپیہ کی ضرورت ہے وہ نظام وصیت پر جماعت کی اکثریت کے قائم ہونے سے ہی مہیا ہو سکتا ہے۔ اس لئے صدر انجمن احمدیہ نے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ علمائے سلسلہ کا دورہ سارے بھارت میں کرایا جائے اور احباب کرام پر وصیت کی اہمیت واضح کی جائے۔

اس کے ساتھ ہی چونکہ ہماری جماعت خدا کے فضل سے اپنی دیرینہ روایات کے مطابق جماعت کے غرباء مساکین اور غیر از جماعت یتامیٰ و بیوگان کی خبر گیری اور مالی اعانت بھی حسب استطاعت کرتی ہے ۔ اور یہ اخراجات مد زکوٰۃ سے ادا کئے جاتے ہیں لیکن تقسیم ملک کے بعد چونکہ جماعت کی تعداد بھارت میں بہت کم رہ گئی تھی ۔ اس لئے قدرتی طور پر زکوٰۃ کی مد کم رہ گئی ۔ اس دورہ کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ کے بارہ میں بھی جماعت کا ایک سروے کیا جائے ۔ اور زیادہ سے زیادہ احباب کو تحریک کر کے مد زکوٰۃ کو مضبوط بنانے کی کوشش کی جائے تا کہ سلسلہ عالیہ کی روایات قائم رہیں ۔ اور ہر مذہب و ملت کے ضرورت مندوں کو حسب گنجائش امداد دی جا سکے چنانچہ ۲۲/۶۴ کو شمالی ہند کی جماعتوں کا دورہ شروع ہوا تھا ۔ اراکین وفد نے جو رپورٹ ارسال کی ہے ۔ وہ خلاصۃً ہدیۂ قارئین ہے خیال ہے کہ اس سال کے آخر میں جنوبی ہند کی جماعتوں کا بھی ایک دورہ کروایا جائے گا۔ (ایڈیٹر)

مورخہ ۲۲/۶۴ کو قادیان دار الامان سے روانہ ہو کر ۲۵/۶۴ کو ہم براستہ دہلی و آگرہ شاہجہانپور پہنچے ۔ مکرم حاجی عبد القدوس صاحب صدر جماعت کے ہاں قیام کیا اور احباب کرام کو وصیت اور زکوٰۃ کے بارہ میں تحریک کی گئی مکرم حکیم الدین صاحب کی وصیت منسوخ ہو چکی ہوئی ہے ان کی بحالی کی تحریک کی گئی ۔ چنانچہ انہوں نے بحالی کے لئے درخواست لکھ دی ۔ ان کی اہلیہ صاحبہ نے اپنی جائداد وصیت کردہ میں اضافہ کی اطلاع دی جو مرکز میں متعلقہ دفتر کو لکھ دی گئی ہے۔

۲۸/۶۴ کو ہم گونڈہ پہنچے ۔ بابو عبد الرزاق صاحب رجسٹرار ریڈیو سروس کے ہاں ہم نے قیام کیا ۔ مرزا امیر بیگ صاحب سپلائی انسپکٹر سے بھی ملاقات ہو گئی ۔ مرزا صاحب موصوف اور بابو عبد الرزاق صاحب کی اہلیہ نے نظام وصیت میں شمولیت اختیار کی ان دونوں کے فارم پر کر کے مرکز میں بھجوا دیئے گئے ۔ اگلے روز ہم کانپور شام کو پہنچ گئے ۔ مقامی احباب نے پہلے ہی مشورہ کر کے بعد نماز مغرب جمع ہونے کا پروگرام بنایا ہوا تھا ۔ ہمیں پروگرام کے مطابق جلد آگے روانہ ہونا تھا ۔ لیکن احباب کانپور کے اصرار پر ہم جمعہ کے لئے رک گئے ۔ شام کو مکرم محمد سعید خان صاحب کے مکان پر احباب جمع ہوئے ۔ اور بعض زیر تبلیغ دوست بھی آئے ۔ جن کے ساتھ مجلسی گفتگو اور تبادلہ خیالات ہوتا رہا ۔ اور اس طرح تبلیغ کا موقعہ ملا ۔

زکوٰۃ کی وصول شدہ رقم مرکز میں بھجوانے کا انتظام کیا ۔ اور موجودہ سال کی زکوٰۃ کی وصولی کے لئے توجہ دلائی گئی۔

۲۹ جولائی کو جمعہ تھا کانپور کے احباب کی شدید خواہش تھی کہ جمعہ انہیں کے ہاں پڑھایا جائے ۔ چنانچہ محمد لطیف صاحب کانپوری کے مکان پر جمعہ کی نماز ہوئی ۔ بہت سے دوست حاضر ہوئے ۔ خطبہ خاکسار

قادیان دار الامان میں جماعت احمدیہ کا تہترواں ۷۳ جلسہ سالانہ

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال بھی جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کے لئے ۱۸، ۱۹ اور ۲۰ دسمبر ۱۹۶۴ء کی تاریخیں رکھی گئی ہیں تا کہ دوست کرسمس کی چھٹیوں اور کرسمس کے دنوں میں ریلوے کے رعایتی کرایہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر اس کی برکتوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

لہذا جملہ احباب جماعت، عہدیداران اور مبلغین کی خدمت میں درخواست ہے کہ جمعہ اور دیگر جماعتی اجتماعوں کے مواقع پر برابر یہ اعلان جلسہ سالانہ تک کر کے زیادہ سے زیادہ احباب و زیر تبلیغ دوستوں کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک فرماتے رہیں تا کہ زیادہ سے زیادہ دوست اس میں شامل ہو کر علمی اور روحانی فوائد اور برکات حاصل کر سکیں۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

محمد حفیظ بقاپوری نے پڑھا۔ جس میں تحریک وصیت اور زکوٰۃ کی ادائیگی پر روشنی ڈالی اور احباب کو سلسلہ کے لئے مالی قربانیاں دینے کی ترغیب دی۔ نماز جمعہ کے بعد پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق احمدی خواتین سے بھی خاکسار محمد حفیظ نے خطاب کیا انہیں بھی ہر دو مذکورہ امور کی طرف مؤثر انداز میں توجہ دلائی۔ ساتھ ہی بچوں کی تربیت اور گھر میں دینی ماحول پیدا کرنے کی تلقین کی جو کہ مستورات میں پوری تقریر کو مرد بھی ساتھ ہی سن رہے تھے۔ اس لئے عمومی رنگ میں جماعت کو خدام الاحمدیہ اطفال الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ وغیرہ کی تنظیمات کو زندہ کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور اس کی اہمیت واضح کی۔

رات ۹ بجے کی ٹرین پر لکھنؤ کے لئے روانہ ہوئے۔ لکھنؤ پہنچ کر رات کا بقیہ حصہ ریلوے سٹیشن پر ہی گذارہ۔ صبح ہونے پر کچھ دیر مزید ٹھہر کر ہم امین آباد پارک میں مکرم بشیر احمد آف پنجاب سائیکل ورکس کے ہاں پہنچے۔ بشیر احمد صاحب بڑے تپاک سے ملے۔ ان کے سامنے بھی اپنے دورہ کی غرض پیش کی۔ چنانچہ مخلص نوجوان نے فوراً اپنا وصیت فارم پُر کر دیا اور اپنی والدہ محترمہ کی وصیت کرانے کا بھی وعدہ کیا۔ اور بڑی ایمان افروز باتیں ہوتی رہیں۔ ماشاء اللہ یہ نوجوان جو گریجوایٹ ہے خدا تعالیٰ اس کے اخلاص اور محبت اور دین سے گہرے تعلق کو بڑھاتا جائے آمین۔ انہیں اپنے کام میں بہت سی مشکلات درپیش ہیں جن کے لئے وہ درد مندی سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔

آج یکم اگست تھی۔ دن کے وقت مقامی کام مکمل کر لینے کے بعد رات آٹھ بجے کی گاڑی سے بنارس کے لئے روانہ ہو گئے۔ آج کی ساری رات بھی ٹرین میں ہی گزری۔ صبح کے وقت بنارس پہنچے۔ اسٹیشن سے ٹیلیفون پر مکرم عبد السمیع خان صاحب بی۔ اے کا مکان ہے انہیں اطلاع کی۔ وہ اپنے مکان پر ہمیں لے گئے۔ ملاقات کے بعد دورہ کا مقصد بتا کر وصیت کرنے زکوٰۃ دینے کی تحریک کی۔ یہ نوجوان مخلص ہے کسی زمانہ میں ان کا خاندان اچھا متمول تھا۔ مگر اب انقلاب زمانہ سے باوجود گریجوایٹ ہونے کے مقامی میونسپل کمیٹی میں کلرک کی آسامی پر کام کرتے ہیں۔ کثیر العیال ہیں۔ وصیت سے معذرت کرتے رہے البتہ کچھ روپیہ بینک میں رکھتے ہیں۔ اس کا حصہ زکوٰۃ ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ نیز اخبار بدر انہیں جاری کرانے کی تلقین کی گئی۔

مورخہ ۸۱-۸-۲ کی رات کو آٹھ بجے بنارس سے روانہ ہوئے اور سیدھے پٹنہ پہنچے رات کا بقیہ حصہ ریلوے اسٹیشن پر ہی گذارا صبح ہونے کے تھوڑی دیر بعد مجھوا ٹولی میں محترم پروفیسر اختر صاحب کے دولت کدہ پر پہنچے۔ محترم موصوف بڑے تپاک سے ملے مرکز کی چٹھی اور بدر میں شائع شدہ اطلاع سے پہلے ہی ہمارے منتظر تھے۔ دس بجے سے تین بجے تک تو موصوف کو یونیورسٹی رہنا تھا۔ اس لئے واپسی پر بات چیت ہوئی مکرم سید فضل احمد صاحب بھی اسی جگہ تشریف لے آئے۔ ان کے علاوہ مکرم پروفیسر عبد العزیز صاحب جو مکرم اختر صاحب کے رشتہ داروں میں سے ہیں وہ بھی اسی جگہ آئے ہوئے تھے۔ سب احباب کو ہر دو تحریکات کی گئیں اور اپنے اپنے گھروں میں یہ بات پہنچا دینے کی تلقین کی۔

مقامی احباب میں سے مکرم ملک محمد سلیل صاحب کی رہائش چار پانچ میل دور باقی پترا محلہ میں ہے۔ جہاں موصوف اپنا نیا مکان تعمیر کرا رہے ہیں۔ چنانچہ ایک جیپ میں ہم دونوں محترم اختر صاحب کی معیت میں ملک صاحب کی ملاقات کے لئے وہاں گئے رستے میں محترم اختر صاحب نے اسی محلہ میں اپنا نو تعمیر کردہ مکان دکھایا۔ اور دعا بھی کرائی۔ ملک صاحب کے مکان پر اُن سے ملاقات ہوئی۔ مغرب کی نماز انہیں کے ہاں ادا کرنے کے بعد واپس مجھوا ٹولی لوٹے۔ کھانا کھانے کے بعد محترم اختر صاحب نے اپنے ہاں کی خواتین کو جمع کیا جن سے خاکسار محمد حفیظ بقاپوری اُن سے مخاطب کرے۔ چنانچہ مختصر طور پر انفاق فی سبیل اللہ کی تحریک کرتے ہوئے زکوٰۃ کی ادائیگی اور وصیت کرانے کی تلقین کی۔ انہوں نے تین فارم لئے ایک تو محترم اختر صاحب نے اپنے لئے ایک اپنی اہلیہ کے لئے اور تیسرا مکرم عبد العزیز صاحب پروفیسر کی اہلیہ محترمہ کے لئے امید ہے کہ وہ بھی جلدی پُر کر کے بھیج دیئے جائیں گے۔

مقررہ تحریکات کے علاوہ چندہ خاص کی تحریک میں لبیک کہتے ہوئے محترم اختر صاحب نے مبلغ یکصد روپیہ ادا کر دیا۔ جسے وہ خود ہی مرکز میں بھجوائیں گے۔ یہ دن اگست کی تیسری تاریخ کا تھا۔ جو بفضلہ تعالیٰ رات تک وعظ و نصیحت کے ساتھ گزرا۔

مورخہ ۸۱-۸-۴ کو صبح آٹھ بجے پٹنہ سے مظفر پور کے لئے روانہ ہوئے۔ مہندرو گھاٹ سے سٹیمر کے ذریعہ دریائے گنگا پار کیا۔ پھر گاڑی میں سوار ہو کر سیدھے مظفر پور قریباً دو بجے مکرم ڈاکٹر منصور احمد صاحب کے ہاں حاضر ہوئے۔ محترم موصوف بڑی محبت سے ملے جلد ہی مکرم مولوی عبد الحق صاحب بھی آ گئے۔ خدا کے فضل سے خود ڈاکٹر صاحب ان کی اہلیہ اور مکرم سید داؤد احمد صاحب پہلے ہی موصی ہیں۔ مکرم سید داؤد احمد صاحب کی اہلیہ کی وصیت کرانے کی تحریک کی تو معلوم ہوا کہ وہ یہاں نہیں اپنے میکے گئی ہوئی ہیں۔ واپس آنے پر وصیت کرانے کا ان کے خاوند نے وعدہ کیا۔

مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد ہم دونوں مکرم مولوی عبد الحق صاحب کے ساتھ مل کر مکرم سید غلام مصطفیٰ صاحب کے ہاں گئے۔ موصوف بڑے اخلاص سے ملے۔ اندرون خانہ ہمیں بلا لیا۔ کافی دیر تک محبت اور خلوص کے ماحول میں باتیں ہوتی رہیں۔ مؤثر انداز میں اپنے دورہ کا مقصد بتایا۔ اور ساتھ ہی اُن کی وصیت کی بحالی کا ذکر کیا تو شگفتہ ہو گئے۔ جب ہم نے بتایا کہ آپ اپنے زر وصیت کا بقایا قسط وار آسانی سے ادا کر سکتے ہیں۔ تو اور بھی خوش ہوئے اور اس خوشی میں کہنے لگے۔ بہت بہتر پہلی قسط تو یکصد روپیہ کی صبح ہی دے دوں گا۔ چنانچہ اگلے روز انہوں نے اپنے زیر تعمیر مکان پر ہی آنے اور دعا کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ حسب وعدہ ہم ٹھیک ہی گیارہ بجے کے قریب وہاں پہنچے موصوف اپنا مکان کی چھت پر چھانہ تانے کام کرنے والوں کی نگرانی کر رہے تھے دیکھتے ہی نیچے آ گئے۔ اور بڑے خلوص سے ملے اور اپنی جیب سے یکصد روپیہ کے نوٹ ہماری طرف بڑھا دیئے کہ یہ پہلی قسط ہے۔ ہم نے جزاکم اللہ کہتے ہوئے وصول کر لئے۔ اور رسید بھجوا دینے کا وعدہ کیا۔

مکرم مصطفیٰ صاحب کے اس مکان کے ساتھ ہی ایک زیر تبلیغ مسلمان ڈپٹی صاحب کا مکان بھی بن رہا ہے۔ ان کو ملانے کے لئے مولوی عبد الحق صاحب لے گئے۔ بڑی خوش اخلاقی سے ملے۔ پھر طے شدہ پروگرام کے مطابق آج تین بجے بعد دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد ۴ بجے تقریر ہوئی۔ مکرم ڈپٹی صاحب حسب وعدہ آئے ہوئے تھے۔ مناسب طریق پر تبلیغی اور تربیتی پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے کا شغل رکھنے اور دینی ماحول بنانے کی تلقین کی۔

۵ اگست کو شام چھ بجے مظفر پور سے بھاگلپور کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ رات بھی ریل میں ہی گزری۔ صبح کے وقت پہنچے رکشا پر سوار ہو کر مکرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب صدر جماعت کے دواخانہ پر حاضر ہو گئے۔ احباب جماعت سے ملاقات ہوئی مکرمی ڈاکٹر صاحب نے وصایا کرانے میں بہترین تعاون دیا۔ یہاں پر مکرم مولوی عبد الحلیم صاحب کی وصیت پہلے تھی جو داخل دفتر ہو چکی تھی۔ اس کے بحال کرانے کے لئے انہیں تحریک کی۔ چنانچہ ایک تحریر بطور عجز درخواست اُن کی طرف سے لے لی گئی۔ مکرمی ڈاکٹر محمود یونس صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس بڑے مخلص نوجوان ہیں۔ اتفاق سے ان کے بہنوئی مکرمی خورشید عالم صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ڈی۔ اد اسی جگہ قیام رکھتے تھے۔ جب وصیت کی تحریک کی تو سب سے پہلے انکی اہلیہ صاحبہ یعنی مکرمی ڈاکٹر صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ کی طرف سے فارم وصیت پُر کیا گیا۔ اسی طرح مزید تحریک کرنے پر خورشید عالم صاحب نے باشرح چندہ ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ ان کا بجٹ باقاعدہ طریق پر تشخیص کر کے اُن کو بھاگلپور کی جماعت میں ساتھ ہی شامل کر دینے کی کارروائی کی گئی کیونکہ موصوف بسلسلہ ملازمت کسی دوسری جگہ جا رہے ہیں۔ چندہ وہ بھاگلپور میں ہی ادا کیا کریں گے۔ مورخہ ۸۱-۸-۷ کو جمعہ تھا خطبہ جمعہ میں وصیت کی اہمیت اور زکوٰۃ کے فریضہ کی وضاحت کی۔ اور احباب کو اور خواتین کو وصایا کرنے اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی۔ خدا کے فضل سے یہاں کوشش بار آور ہوئی۔ اور حسب ذیل وصیتیں ہوئیں۔ (۱) مکرم خورشید عالم صاحب کی اہلیہ (۲) اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر محمد یونس صاحب (۳) ڈاکٹر محمود یونس صاحب (۴) والدہ صاحبہ ڈاکٹر محمد یونس صاحب (۵) اہلیہ صاحبہ محمود الحسن صاحب جو ڈاکٹر محمد یونس صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں (۶) میاں معین الدین صاحب احمدی بھاگلپوری کا۔

یہ سب کام ۸۱-۸-۸ تک ہوتا رہا عصر کے وقت برہ پورہ روانہ ہو گئے۔ مغرب سے قبل ہی وہاں پہنچ گئے۔ وہاں کے صدر مکرم محمد ابراہیم صاحب مختار سے ملاقات ہوئی۔ نماز مغرب باجماعت مسجد احمدیہ میں ادا کی گئی۔ رات مکرم ابو طاہر صاحب وکیل برہ پورہ کے ہاں قیام رہا۔ رات کو اور صبح فرداً فرداً احباب کو ہر دو امور کی تحریک کی جاتی رہی۔ بعض تعلیمی اور تربیتی امور پر بھی گفتگو جاری رہی۔ صبح کے وقت ایک غیر احمدی عبد المجیب صاحب ایڈووکیٹ سے ملانے کیلئے دوست لے گئے۔ اُن سے ملے۔ بڑے علم دوست ہیں۔ سلسلہ کی بہت سی کتب بالخصوص تفسیر کبیر کے چند حصص کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ جماعت کے لٹریچر کے گرویدہ ہیں بیعت کرنے میں رکے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ اُن کے سینے کو کھول دے۔

یہاں پر مکرم محمد ابراہیم صاحب مختار نے وصیت فارم پُر کیا۔ میاں ظہیر الدین صاحب نے ۳۰۰/۰ روپے زکوٰۃ ادا کرنے کا وعدہ کرایا۔ علاوہ ازیں ان لوگوں کے استفسار پر انہیں اچھی طرح یہ امر ذہن نشین کرایا کہ بنکوں کا سود مرکز میں برائے اشاعت دین بھیجا جائے۔ اس میں سے مقامی طور پر خود خرچ کرنے کی انہیں اجازت نہیں۔ ہاں زکوٰۃ میں سے مرکز کی اجازت سے کچھ حصہ مقامی طور پر خرچ کر سکتے ہیں۔

رات بھاگلپور قیام کرنے کے بعد صبح آٹھ بجے خانپور ملکی کے لئے روانہ ہوئے براستہ سلطان گنج ۸۱-۸-۹ کو ساڑھے گیارہ بجے یہاں خانپور ملکی پہنچ گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

(باقی)

خطبہ جمعہ

یہ اعلان کرنا ہمارا مذہبی اور اخلاقی فرض ہے

(کہ)

ہم اٹیومک بم ایسے مہلک حربے استعمال کرنا جائز نہیں سمجھتے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی!

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۰ر اگست ۱۹۴۵ء مطابق ۱۰ر ماہ ظہور ۱۳۲۴ھ بمقام بیت الفضل ڈلہوزی

(مرتبہ - مولوی عبد العزیز صاحب مولوی فاضل)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
یہ خبریں کئی سال سے آرہی تھیں کہ دنیا میں اس بات کی کوشش کی جارہی ہے۔ کہ ایٹم (atom) یعنی

وہ ذرہ جس سے مادہ بنتا ہے

اور موجود یعنی ذرہ ہوتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ایسی طاقتیں رکھی ہیں۔ کہ اگر سائنسدان اس کو توڑنے اور اس کی طاقت کو محفوظ کرنے اور اس کو استعمال کرنے میں کامیاب ہوجائیں تو اس کے اندر ایسی طاقتیں ہیں۔ کہ ایک ذرہ کے توڑنے اور اس کی طاقت کو محفوظ رکھنے سے ایک شہر کو ایک لمبے عرصہ تک بجلی مہیا کی جاسکتی ہے۔
ان خبروں پر بعض لوگ ہنس دیتے تھے اور بعض لوگ تعجب کرتے تھے اور حیران ہوتے تھے کہ اتنے خوردبینی مادے میں

اتنی طاقتیں

کس طرح جمع ہوسکتی ہیں۔ لیکن یہ خیال سائنس دانوں کے دلوں میں تقویت پکڑتا چلا گیا۔ اور بیسیوں سائنسدانوں نے اپنی زندگیاں اس تحقیق میں لگانی شروع کردیں۔

جنگ کے دوران میں

خصوصاً انگلستان اور امریکہ اور جرمنی نے اپنے اپنے طور پر اس طاقت کو حاصل کرنے کی کوشش کی کیونکہ جنگی مفاد کے لحاظ سے یہ بات بہت اہم سمجھی جاتی تھی۔ کہ وہ باریک ذرہ جو اپنے اندر اتنی عظیم الشان طاقتیں رکھتا ہے۔ اگر اس کو بم کے طور پر استعمال کیا جائے۔ تو وہ بہت کچھ اس جنگ کے سوال کو حل کردے گا۔ جہاں تک سائنس کا سوال ہے۔ میں تو سائنس جانتا نہیں۔ اس لئے میں اس کی تفصیلات کو نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ عملی طور پر

جرمنی کی جنگ کے بعد

اب ستائیس اٹھائیس دن ہوئے کہ امریکہ اور انگلستان کے سائنس دان اس بات میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ کہ ایٹم کو پھاڑ کر اس سے طاقت حاصل کرسکیں۔ اور انہوں نے اس سے بم بنانا شروع کردیا ہے۔ کوئی پانچ دن کی بات ہے۔

ایٹم سے حاصل کردہ طاقت کا پہلا بم

جاپان کے ایک شہر ہیروشیما پر استعمال کیا گیا جو کہ ایک چھاؤنی ہے۔ اور بندرگاہ بھی۔ جہاں جاپانی بیڑہ کھڑا ہوتا ہے یا تیار کیا جاتا ہے۔ یہ شہر کوئی سات مربع میل کا ہے یعنی تقریباً سوا دو میل چوڑا اور تین میل لمبا ہے اور بوجہ اس کے کہ یہ

صنعتی شہر

ہے۔ سمجھا جاسکتا ہے کہ اس کی آبادی گنجان ہوگی۔ کیونکہ صنعتی شہروں میں بجائے پھیلاؤ کے بڑے بڑے بلاکس بنا دیئے جاتے ہیں۔ جن میں ایک ایک بلاک میں کئی کئی سو بلکہ کئی کئی ہزار آدمی بستے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس شہر کی آبادی چھ سات لاکھ کے قریب ہے یا یوں کہنا چاہیئے کہ چھ سات لاکھ کے قریب تھی۔ اور جب یہ بم جو پھینکا گیا ہے تو اس شہر کے متعلق آخری رپورٹ یہ ہے کہ

سا ٹھ فیصدی حصہ شہر کا

یا یہ کہو کہ چھ لاکھ کی آبادی میں سے پونے چار لاکھ آدمی ایک بم سے ہلاک ہوگئے۔ اور شہر کی ۶۰ فیصدی عمارتیں ایک بم سے تباہ ہوگئیں۔ جاپانی لوگوں کا بیان ہے کہ اس

بم کے گرنے کے بعد شدید گرمی

پیدا ہوئی۔ اور اس بم کے دھماکے اور نقصان کے علاوہ گرمی اتنی شدید تھی۔ کہ اس کی شدت کے دائرہ کے اندر کوئی ذی روح چیز زندہ نہیں رہی۔ کیا انسان اور کیا حیوان کیا چرند اور کیا پرند سب کے سب جھلس کر خاک ہو گئے ہیں۔ یہ ایک ایسی تباہی ہے۔ جو جنگی نقطۂ نگاہ سے خواہ تسلی کے قابل سمجھی جائے۔ لیکن جہاں تک انسانیت کا سوال ہے اس قسم کی بمباری کو

جائز قرار نہیں دیا جاسکتا

ہمیشہ سے جنگیں ہوتی چلی آئی ہیں۔ اور ہمیشہ سے عداوتیں بھی رہی ہیں۔ لیکن باوجود ان عداوتوں کے اور باوجود ان جنگوں کے ایک حد بندی بھی مقرر کی گئی تھی جس سے تجاوز نہیں کیا جاتا تھا۔ لیکن اب کوئی حد بندی نہیں رہی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ شہر جس پر اس قسم کی بمباری کی گئی ہے وہاں عورتیں اور بچے نہیں رہتے تھے۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ لڑائی کی ذمہ واری میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں۔ اگر جوان عورتوں کو شامل بھی سمجھا جائے۔ تو کم از کم بلوغت سے پہلے کے لڑکے اور لڑکیاں لڑائی کے کبھی بھی ذمہ دار نہیں سمجھے جاسکتے۔ پس اگر ہماری آواز بالکل بیکار ہو لیکن

ہمارا مذہبی اور اخلاقی فرض

ہے کہ ہم دنیا کے سامنے اعلان کردیں۔ کہ ہم اس قسم کی خونریزی کو جائز نہیں سمجھتے. خواہ حکومتوں کو ہمارا یہ اعلان برا لگے یا اچھا ہمارے نزدیک جاپان کا قصور ہے۔ اور ہم نے ہزارہا آدمی اس جنگ کی بھرتی میں دیئے ہیں۔ اور ہمارے نزدیک جرمنی اور اٹلی کا بھی قصور تھا۔ اور ہماری جماعت کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں آدمی اٹلی اور جرمنی میں جاکر لڑے اور اٹلی میں سے کئی شہید ہوئے۔ جو اب واپس آئے ہیں۔ ہم نے مال کے ساتھ بھی آدمیوں کے ساتھ بھی۔ اور اخلاقی طور پر بھی۔ غرض

ہر رنگ میں اتحادیوں کو مدد دی

ہے۔ اور اگر اس جنگ کے ختم کرنے میں کوئی مطالبہ ابھی باقی ہو تو ہمیں اس سے بھی انکار نہیں ہوگا۔ بلکہ ہم

دوسروں سے بڑھ کر قربانی کرنے کیلئے تیار

ہونگے۔ مگر اس کے ہرگز یہ معنے نہیں۔ کہ ہم جنگی افسروں کے ہر فعل کو خواہ وہ انسانیت کے کتنا ہی خلاف ہو۔ خواہ وہ شریعت کے کتنا ہی خلاف ہو۔ جائز قرار دیں۔ اگر اسی قسم کی جنگ کا سلسلہ کھل گیا۔ تو وہ

دنیا کے لئے نہایت ہی خطرناک

ہوگا۔ پہلے زمانے کے لوگوں نے لمبے تجربہ کے بعد کچھ حد بندیاں مقرر کردی تھیں جن کی وجہ سے جنگیں خواہ کتنی ہی خطرناک ہوتی تھیں۔ ایک حد پر جاکر ان کا خطرہ رک جاتا تھا۔ لیکن اب یہ سوال پیدا ہونا شروع ہوگیا ہے۔ کہ جس قوم نے ہم سے جنگ کی ہے اس

جنگ کے ذمہ واروں کو پھانسی کی سزا

دی جائے۔ اس قانون نے جیسا میں سمجھتا ہوں حالات کو بہت زیادہ بھیانک صورت دے دی ہے۔ یہ بات رکھنی چاہیئے۔ کہ فتوحات ایک قوم کے حق میں رجسٹر نہیں ہوتیں۔ کہ وہ ایک ہی قوم کے پاس رہیں۔ اور اگر یہ طریق جاری کردیا جائے۔ کہ فاتح قوم مفتوح قوم کے لیڈروں کو اس لئے پھانسی دیدے۔ کہ وہ اپنی قوم کی طرف سے لڑے تھے۔ تو پھر اگر کل کو کوئی اور قوم فاتح ہوئی۔ اور اتحادیوں میں سے کوئی قوم مفتوح ہوئی۔ تو ان کے لئے بھی یہی چیز مقدر سمجھی جانی چاہیئے یہ آج

مفتوح قوم کے لئے

جائز قرار دی گئی تھی۔ اگر انگلستان [illegible] اور فرانس کو یہ حقوق حاصل ہوں۔ کہ وہ مفتوح جرمن اور مفتوح اٹلی کے لوگوں کو محض اس وجہ سے کہ انہوں نے ان کے خلاف جنگ کی۔ پھانسی کی سزا دیں۔ تو اس قانون کو [illegible] یا [illegible] جب ایک قانون بنا دیا جائے [illegible] [illegible] کا نتیجہ [illegible] مشکل [illegible] اگر [illegible] جنگ [illegible] کے بعد کوئی [illegible] فاتح ہو۔ اور انگلستان یا امریکہ یا روس [illegible] میں سے کوئی مفتوح ہو تو اس کے یہ معنے ہونگے کہ فاتح قوم ان کے آدمیوں کو بھی [illegible] پر پھانسی [illegible] [illegible] نے بعد ایک اعلان شائع کیا ہے جس [illegible]

ان جرموں کی اقسام بیان کی گئی ہیں۔ جن کو سزا دی جائے گی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگی مجرم کی خاص تعریف کی گئی ہے۔ گو مجھے اس تعریف سے پوری طرح اتفاق نہیں۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ ایسی تعریف سے اکثر وہی سزا پائیں گے جن کو عقل اور انصاف سزا دینا چاہتے ہیں اگر اس میں شبہ نہیں کہ جرمنی۔ اٹلی اور جاپان کا قصور ہے۔ لیکن میرے نزدیک یہ طریق بھی پسندیدہ نہیں کہا سکتا کہ بغیر کسی ناطق دلیل کے جس کی وجہ سے عقل و انصاف ایک جنگی قیدی کو سزا دینے کا فیصلہ کریں اور یقیناً جنگی قیدی بھی ایسے ہو سکتے ہیں۔ کہ جو سزا کے مستحق ہوں۔ اس امر کی صحت سے انکار نہیں کیا جا سکتا

جنگی قیدیوں کو سزا

دی جائے اگر ایسا ہو۔ تو آئندہ بہت سے خطرات کا رستہ کھلنے کا خطرہ ہو سکتا ہے نیز اس سے مزید جنگوں کا رستہ کھل جانے کا بھی خطرہ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کسی جنگ کے بند ہونے سے لوگ یہ نہیں سمجھیں گے کہ خونریزی کا سد ہو گئی ہے بلکہ یہ سمجھیں گے کہ ایک قسم کی خونریزی تو بند ہوئی ہے۔ لیکن دوسری قسم کی خونریزی شروع ہو گئی ہے۔ جرمنی کے لوگوں کا یہ جرم قرار دیا جاتا ہے کہ انہوں نے لندن کے بسنے آدمیوں پر گولے پھینکے۔

جرمنوں نے یقیناً ظلم کیا

انسانیت کے خلاف حرکت کی اور ان کے اس فعل کو جس قدر بھی برا کہا جائے کم ہے اور خدا تعالےٰ نے ان کے جرم کی سزا بھی ان کو دیدی کہ ان کا غرور خاک میں مل گیا۔ لیکن یہ امر بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ جرمنوں نے جو گولے پھینکے وہ سو سو گز یا اس سے زیادہ تک اثر رکھتے تھے۔ اب اگر اتحادی ان کے مقابل پر اس سے زیادہ مار کرنے والے بم ان پر پھینکیں۔ اور ان کی طرح ہی ان آدمیوں پر پھینکیں جو جنگ نہیں کرتے ہیں تو یہ فعل بھی ایسا ہی برا سمجھا جائے گا۔ جیسا کہ ان کا تھا۔ اسی طرح

جنگی قیدیوں کا سوال

ہے۔ دنیا میں یہ تسلیم شدہ قاعدہ ہے کہ انسان لوگوں کو جرم کی سزا دے سکتا ہے جو ان کے اپنے ملک میں رہتے ہوں یا وہ جرم جو جنگ کے علاوہ ہوں۔ لیکن ان کا جنگ کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو۔ جیسے کوئی قوم جنگ میں آدمیوں کو پکڑ کر ان کے ناک کان کاٹے۔ اب یہ فعل ایسا ہے۔ جو جنگ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ تو ایسے جرائم کی سزا دینا جائز سمجھا گیا ہے۔ لیکن اس سے زیادہ اس قانون کو وسیع کرنا گویا آئندہ کے لئے

خطرات کو بڑھا دینے والی بات

ہے۔ اور ان باتوں کے نتیجہ میں مجھے نظر آ رہا ہے کہ آئندہ زمانہ میں جنگیں کم نہیں ہونگی۔ بلکہ بڑھیں گی۔ اور وہ لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ ایٹم بم سے بڑی طاقتوں کے ہاتھ مضبوط ہو جائیں گے اور ان کے مقابلہ میں کوئی جنگی طاقت حاصل نہیں کر سکے گا۔ یہ

خیال خام ہے جس کا نتیجہ بہت برا ہو گا

یہ خیال کہ ایٹم بم کے ایجاد ہونے پر ہی لوگوں کے دلوں میں پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ جب بندوق ایجاد ہوئی تھی۔ تو لوگ سمجھتے تھے کہ بندوق والے ہی دنیا میں غالب ہو جائیں گے۔ اور جب توپ ایجاد ہوئی تو لوگ سمجھتے تھے کہ توپ والے ہی دنیا میں غالب ہونگے۔ جب ہوائی جہاز ایجاد ہوئے تھے تو لوگوں نے گمان کیا تھا کہ ہوائی جہاز والے ہی دنیا میں غالب ہونگے۔ جب گیس ایجاد ہوئی تھی تو لوگوں نے خیال کیا کہ گیس والے ہی دنیا میں غالب ہوں گے لیکن پھر وی۔ ون (V.1) اور وی۔ ٹو (V.2) نکل آئے تو لوگ سمجھے کہ وی۔ ون اور وی۔ ٹو والے ہی دنیا میں غالب ہونگے۔ اس کے بعد اب اٹومک بم نکل آئے ہیں۔ یاد رکھو

خدا کی بادشاہت غیر محدود ہے

اور خدا کے لشکروں کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا کہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے لا یعلم جنود ربک الا ھو یعنی تیرے رب کے لشکروں کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا۔ اگر بعض کو اٹومک بم مل گیا ہے تو اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے کہ وہ کسی سائنس دان کو کسی اور نکتہ کی طرف توجہ دلا دے اور وہ ایسی چیز تیار کرے جس کے تیار کرنے کے لئے بڑی بڑی لیبارٹریوں کی بھی ضرورت نہ ہو۔ بلکہ ایک شخص گھر میں بیٹھے بیٹھے اس کو تیار کرے اور اس کے ساتھ دنیا پر تباہی لے آئے۔ اور اسی طرح وہ

اٹومک بم کا بدلہ

لینے لگ جائے پس جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ان مہلک چیزوں کو کم کیا جائے نہ کہ انہیں بڑھایا جائے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنا لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے کہ

آگ کا عذاب

دینا اللہ تعالےٰ کا کام ہے۔ مسلمانوں کو نہیں چاہیئے کہ وہ اپنے دشمن کو آگ سے تکلیف دیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ آگ جنگ کو روکنے کا موجب نہیں ہوگی بلکہ بڑھانے کا موجب ہوگی۔ اس میں شبہ نہیں کہ اگر جنگ میں دشمن نئی نئی ایجادوں کو استعمال کرے تو اسلامی حکومت بھی قوت کے استعمال کرے۔ گو اسلامی حکومت کو بھی جائز ہے کہ وہ اسی ڈھنگ میں جواب دے۔ لیکن غلو سے کام نہ لے یعنے مسلمانوں کو آگ کی ایسی ایجادوں کی طرف رغبت رکھنی منع ہے جن سے کسی کو عذاب دینا مقصود ہو۔ دنیا میں جتنے تغیرات ہوتے ہیں۔ وہ کسی سبب خیالات کے ماتحت پیدا ہوتے ہیں۔ ان تغیرات کے پیچھے ایک جذبہ اور ایک محرک ہوتا ہے۔ جس کے ماتحت لوگ مشینیں بناتے ہیں۔ اگر کسی قوم کے دماغ کے پیچھے جذبہ اور محرک یہ ہو کہ ہم نے آگ کو بطور عذاب استعمال نہیں کرنا۔ تو یقیناً وہ ایسی ایجادیں نہیں کرے گی جن میں آگ کا استعمال ہو۔ لیکن اگر کسی قوم کے دماغ کے پیچھے جذبہ اور محرک یہ ہو کہ آگ کا عذاب دینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ جتنا کسی کو نقصان پہنچایا جا سکے۔ اتنا ہی اچھا ہے۔ تو وہ ضرور اس کی طرف راغب ہو گی۔ تیرہ سو سال پہلے دنیا کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے

لڑائیوں کے کم کرنے کا ایک راستہ

بتایا تھا۔ جب تک دنیا اس راستہ پر نہیں چلے گی۔ لڑائیاں کم نہیں ہوں گی بلکہ بڑھیں گی۔ امریکہ اور یورپ والے امن نہیں پائینگے۔ جب تک رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تعلیم کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے۔ وہ جب تک

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق

یہ نہ کہیں گے کہ ہمیں ان آگ کی چیزوں کو ناجائز قرار دینا چاہیئے۔ اس وقت تک حقیقی امن ان کو نصیب نہیں ہوگا۔ وہ ان چیزوں کو ناجائز قرار دیں۔ اور پھر اتنی ہی سختی کریں جتنی دشمن نے کی۔ تو پھر دنیا میں یقیناً امن قائم ہو جائے گا۔ کیونکہ دشمن محسوس کرے گا کہ اگرچہ ان کے پاس زیادہ سخت سزا دینے کی طاقت تھی۔ لیکن اخلاقی تعلیم کے ماتحت انہوں نے ہم سے نرمی کی ہے اور جو سلوک ہمارے ساتھ کیا ہے۔ وہ محض جوش۔ غصہ اور بدلہ کے جذبہ کے ماتحت نہیں۔ لیکن اگر ہم بوجہ اس کے کہ ہمارے پاس تباہی کے سامان زیادہ ہیں۔ ایسے سخت ہتھیار استعمال کریں۔ کہ

دشمن کے بچے اور عورتیں

تباہ کر دیں۔ تو پھر دنیا اسی کو اخلاق سمجھے گی۔ کہ جتنی طاقت میسر آئے اسے استعمال کرو یہی قانون ہے۔ اور جب دنیا کے خیالات اس طرف مائل ہوں گے کہ جتنے زیادہ سے زیادہ خطرناک ہتھیار ملتے جائیں۔ ان کو استعمال کرو۔ تو لازماً

دنیا میں فساد جنگ اور خونریزی

بڑھے گی۔ پس میرا یہ مذہبی فرض ہے کہ میں اس کے متعلق اعلان کر دوں۔ گو حکومت اسے برا سمجھے گی۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ

امن کے رستے میں یہ خطرناک روک

ہے۔ اسی لئے میں نے بیان کر دیا ہے کہ ہمیں دشمن کے خلاف ایسے مہلک حربے استعمال نہیں کرنے چاہئیں جو اس قسم کی تباہی لانے والے ہوں۔ ہمیں صرف وہی حربے استعمال کرنے چاہئیں۔ جو جنگ کے لئے ضروری ہوں لیکن ایسے حربوں کو ترقی دینا اور ایسے حربوں کو استعمال کرنا جس سے عورتوں، بچوں اور لوگوں کو جن کا جنگ کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں تکلیف پہنچے۔ ہمارے نزدیک جائز نہیں۔ اور ہمارا فرض ہے۔ خواہ ہماری آواز میں اثر ہو یا نہ ہو حکومت سے کہہ دیں کہ ہم آپ کی

خیر خواہی کے جذبہ کی وجہ سے

مجبور ہیں۔ کہ اس امر کا اظہار کر دیں کہ ہم آپ کے اس فعل سے متفق نہیں۔ اور مجبور ہیں۔ کہ آپ کو ایسا مشورہ دیں۔ جس کے نتیجہ میں آئندہ جنگیں اور فتنے بند ہو جائیں جہاں میں اس قسم کے حربوں کے استعمال کے خلاف ہوں۔ اور سمجھتا ہوں۔ کہ اخلاقی طور پر ہمارا فرض ہے کہ ہم حکومت کو بتائیں کہ یہ کام اچھا نہیں۔ وہاں میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں۔ کہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی

اس بم کی ایجاد سے پوری ہوئی ہے۔ اور آئندہ اور بھی شدت سے اس کے پورا ہونے کا احتمال ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ ہماری آواز میں اثر تو ہے نہیں۔ کیونکہ نہ ہم سیاست میں بڑے سمجھے جاتے ہیں۔ اور نہ ہم جتھے میں اتنے بڑے ہیں۔ کہ کوئی

ہماری آواز

کی طرف توجہ کرے۔ اور نہ مذہبی طور پر لوگ ہمیں ایسا لیڈر سمجھیں کہ ہمیں ان کی بات ماننی چاہیئے۔ ہم نے تو صرف ایک فرض ادا کیا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا اور نہ ہی ہم کر سکتے ہیں۔ مگر دوسری طرف ہم اس بات کو بھی نہیں بھول سکتے۔ کہ

خدائی فیصلہ

کس طرح اپنے اپنے زمانہ میں پورا ہوتا چلا آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا الہام ہے کہ "شہروں کو دیکھ کر رونا آئے گا"۔ پچھلی جنگ بمباریاں جو ہوئی ہیں۔ وہ اتنی عظیم الشان نہ تھیں۔ جنہیں دیکھ کر رونا آتا ہو۔ لیکن آٹومک بم سے جو بمباری کی گئی ہے اخبارات والے لکھتے ہیں کہ اس بمباری کی تباہی کو دیکھ کر واقعہ ہیں

رونا آتا ہے

اس بم کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ چالیس چالیس میل تک کے علاقہ کو تباہ کر سکتا ہے۔ یہ صاف بات ہے کہ جہاں یہ بم گرے گا۔ ان جگہوں کو دیکھ کر رونا آئے گا۔ جن جن علاقوں پر وہ گرے گا جہاں وہ اپنی تباہی کی طاقت پر شہادت دے رہا ہوگا۔ اور اپنے بنانے والوں کے ہنر کی توصیف کر رہا ہوگا۔ وہاں برتباہ شدہ علاقہ اور برتباہ شدہ ملک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

سچائی کی گواہی

بھی ساتھ دے رہا ہوگا یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہوائی جہاز بھی نہ نکلے۔ کہ ان کے ذریعہ بم باری کی جاتی آپ کے بعد ہی ہوائی جہاز نکلے۔ پھر اس کے بعد ہوائی جہازوں سے گرانے والے بم نکلے۔ اور اس کے بعد اب یہ اٹومک بم نکل آئے ہیں جو حجم میں بالکل چھوٹے ہوتے ہیں۔ لیکن دو ہزار سُوپر فورٹریس کی بم باری کے برابر ایک بم کا اثر ہوتا ہے۔ دو ہزار سُوپر فورٹریس کی بمباری بیس ہزار ٹن کے برابر ہوتی ہے۔ یا ہمارے ملک کے حساب سے

پانچ لاکھ ساٹھ ہزار من ڈائنامیٹ

پھینکنے کے برابر اس ایک بم کا پھینکنا ہوتا ہے ظاہر ہے کہ جہاں جہاں یہ بم گریں گے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت ظاہر ہوگی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی عظیم الشان طور پر پوری ہوگی کہ "شہروں کو دیکھ کر رونا آئے گا"

جب کبھی مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ غم کا پہلو نکالتا ہے تو ساتھ ہی

خوشی کا پہلو

بھی پیدا کر دیتا ہے۔ بیشک غم ہے کہ دنیا اس رستے پر چل رہی ہے جو اُسے تباہی اور ہلاکت کی طرف لے جانے والا ہے لیکن . . . . حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی پوری ہو کر ہمارے لئے

زیادتی ایمان کا موجب

ہوئی۔ اور ہمیں مزید یقین دلاتی ہے کہ جس طرح یہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے ویسے ہی وہ پیشگوئیاں بھی اپنے وقت پر پوری ہوں گی جن میں اسلام اور سلسلہ کے غلبہ کی خبر دی گئی ہے۔ اور ایک زمانہ اسلام پر ضرور ہ آئے گا۔ جب وہ تمام دنیا پر غالب ہوگا۔ ہم نہیں جانتے کہ اس کے بعد دنیا رہے گی یا باقی رہے گی۔ لیکن

اسلام کے غلبہ سے پہلے دنیا تباہ نہیں ہوگی

لوگ ایک دوسرے کو مارنے اور تباہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن انسان ان تباہیوں اور بربادیوں میں سے کسی نہ کسی طرح بچ ہی نکلے گا۔ یہاں تک کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اور آپ کے جھنڈے کے نیچے ایک دفعہ پھر دنیا میں امن قائم کیا جائے گا۔ اور خدا کا کلام پورا ہو کر دنیا کو ان خطرناک عذابوں اور بلاؤں سے بچالے گا۔ اس کے بعد اگر قیامت جلد آنی ہے تو آجائے گی۔ مگر اس سے پہلے نہیں اور ہرگز نہیں۔

جو مزا راہِ خدا میں گالیاں کھانے میں ہے

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل مرحوم

اے کہ ساعی تو حیاتِ جاوداں پانے میں ہے
یہ تو حق پر جیتے جی قربان ہو جانے میں ہے

دربدر کے دھکے کیوں کھائیں در چھوڑ کر
ہوش اتنا تو مسیحا تیرے دیوانے میں ہے

معبد و مندر میں کیا جائیں کہ پاتے ہی نہیں
آزمایا بارہا جو لطف میخانے میں ہے

محفلِ رقص و سرود غیر میں ملتا نہیں!
جو مزا راہِ خدا میں گالیاں کھانے میں ہے

گر نظر آتا نہ ہو عکس رُخِ دلبر تجھے
مے نہیں۔ زہرِ ہلاہل تیرے پیمانے میں ہے

تیرے مٹنے کی انہیں پروا نہیں تو کیا ہوا
میرا افسانہ تو شامل ان کے افسانے میں ہے

وصل کی لذت تو اکمل عارضی سی چیز ہے
اصل لذت ہجر میں اس دل کو تڑپانے میں ہے

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو اس سے مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو اطلاع دیں۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

نمبر ۱۳۳۹۸ - میں عبد الحق ولد ابن حامد صاحب قوم سوپلہ پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ مشرقی پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۶۴ ۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گذارہ اس وقت ماہوار آمد پر ہے۔ جو مجھے اس وقت صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے مبلغ ۱۴۰/- روپیہ ماہوار ملتا ہے میں اپنی اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز آمد کی کمی بیشی کے بعد بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

اگر میں کسی وقت کوئی جائداد پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع بھی مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے پر جو ترکہ ثابت ہوگا اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد
عبد الحق ولد ابن حامد صاحب ساکن قادیان
۸/۶۴ ۲

گواہ شد
عبد الرشید نیاز درویش موصی نمبر ۱۱۰۵۷
ولد چودھری عبد الحکیم صاحب مرحوم قادیان

گواہ شد
قریشی محمد شفیع عابد درویش موصی نمبر ۹۴۹۲
قادیان ۸/۶۴ ۲

نمبر ۱۳۳۹۹ - میں مسعودہ سلطانہ زوجہ عبد الحق صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی قوم سوپلہ پیشہ خانہ داری عمر ۱۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ مشرقی پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۶۴ ۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد منقولہ ہے۔

(۱) حق مہر مبلغ ۱۰۰۰/- روپیہ بذمہ خاوند (۲) زیورات کانٹے طلائی وزنی ۵ ماشہ مالیتی پچھتر روپیہ (۳) ہار طلائی وزنی ایک تولہ قیمتی ۱۲۰/- روپیہ کل جائداد ۱۱۹۵ روپیہ ہے۔ میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر میری کوئی اور جائداد ہوئی تو اس کی اطلاع بھی مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ نیز میرے مرنے پر جو بھی ترکہ ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

مجھے اس وقت اپنے شوہر کی طرف سے مبلغ پانچ روپیہ ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں میں اس آمد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ آمد کی کمی بیشی پر بھی ہمیشہ یہ وصیت حاوی ہوگی۔

الامۃ
مسعودہ سلطانہ

گواہ شد
عبد الحق خاوند موصیہ قادیان ضلع گورداسپور

گواہ شد قریشی محمد شفیع عابد معلم تعلیم الاسلام مڈل سکول قادیان ۸/۶۴ ۲
قادیان ضلع گورداسپور موصی نمبر ۹۴۹۲ قادیان ۸/۶۴ ۲

تاریخ احمدیت کا ایک ورق

خلافتِ ثانیہ کا قیام

از حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ

سیدنا نور الدین خلیفہ اول کی وہ وصیت

جو آپ نے ۴؍ مارچ ۱۹۱۴ء کو خود لیٹے لیٹے لکھی۔ لیکن قلم کی خرابی کی وجہ سے اچھی طرح نہ لکھی گئی۔ تو حضرت مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو اور قلم لانے کا حکم دیا۔ چنانچہ مولوی صاحب نے ویسی قلم پیش کی۔ تو آپ نے پوری وصیت لکھ کر مولوی محمد علی صاحب کو دی اور فرمایا پڑھ کر دیکھیں پڑھی جاتی ہے یا نہیں! مولوی صاحب نے پڑھی اور عرض کیا کہ حضرت پڑھی جاتی ہے۔ حضرت نے فرمایا پھر پڑھیں اس طرح تین مرتبہ اس وصیت کو مولوی صاحب موصوف سے بھری مجلس میں پڑھوایا۔ اور پھر دریافت فرمایا کہ مولوی صاحب

کوئی اور امر تو باقی نہیں؟

جناب مولوی محمد علی صاحب نے عرض کیا ٹھیک ہے اور کچھ باقی نہیں۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہی کاغذ جس پر آپ نے وصیت لکھی تھی۔ حضرت نواب صاحب کو دے کر فرمایا کہ یہ ہماری امانت ہے۔ جو آپ کے پاس رہے گی۔ نواب صاحب نے عرض کی۔ حضور اس پر دستخط فرما دیں۔ آپ نے دوبارہ کاغذ لے کر دستخط ثبت فرمائے۔ اور پھر نواب صاحب کو لوٹا دیا۔ حضرت نواب صاحب قبلہ نے مزید احتیاط فرمائی۔ اور مولوی محمد علی صاحب۔ صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور دو تین اور دوستوں کے دستخط کرا کر لفافہ بند کر کے اپنے پاس رکھا اور یہی وصیت حضرت نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے مجمع عام میں کھول کر کھڑے ہو کر سنائی۔ اور دوستوں کو اسی وصیت کی تعمیل میں

انتخاب خلافت

کے لئے تحریک فرمائی۔ جس پر چاروں طرف سے

میاں صاحب۔ میاں صاحب۔ حضرت میاں صاحب

کی آوازیں بلند ہوئیں۔ حضرت نواب صاحب قبلہ کے بیان کے معاً بعد مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے کھڑے ہو کر تقریر شروع کر دی۔ جس کے آخر میں اپنی طرف سے کہا کہ

"میں تو صاحبزادہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں"

مولوی صاحب موصوف کی تقریر کے دوران میں بھی چاروں طرف سے بیعت بیعت اور حضرت میاں صاحب۔ میاں صاحب کے نام کی صدائیں اٹھتی رہیں۔ سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود گردن ڈالے سر جھکائے خاموش بیٹھے معروف دعا تھے۔ لوگوں کے اصرار اور مقررین کی تقریروں کے باوجود آپ نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا اور نہ ہی کسی نے آگے بڑھ کر حضرت کے ہاتھ پر ہاتھ دیا۔ اگرچہ ولولہ و جوش بے اندازہ و بے انتہا تھا۔ مگر لوگ اپنے جذبات پر قابو پائے اور سنبھلے رہے

مولانا سید محمد احسن صاحب کی تقریر کے فوراً ہی بعد ایک طرف جناب مولوی محمد علی صاحب اور دوسری طرف سید میر حامد علی شاہ صاحب کھڑے ہو گئے۔ دونوں کچھ کہنا چاہتے تھے۔ مگر سید صاحب چاہتے تھے کہ پہلے وہ اپنا عندیہ بیان کریں۔ اور مولوی صاحب اپنے خیالات پہلے سنانا چاہتے تھے۔ چنانچہ دونوں بزرگوں میں باہم رد و کد جاری رہی۔ سید صاحب مرحوم مولوی صاحب سے اور مولوی صاحب سید صاحب سے صبر اور انتظار کرنے کی درخواستیں کرتے رہتے۔ وہ کہتے مجھے پہلے کچھ کہہ لینے دیں۔ اور وہ فرماتے مجھے پہلے عرض کر لینے دیں۔ اسی طرح ایک مجادلہ کی صورت بن گئی۔ لوگ گھبرا چکے تھے۔ صبر و برداشت کی تاب ان میں باقی نہ تھی۔ جھگڑے اور مجادلے سننے کو وہ جمع نہ ہوئے تھے۔ دلوں کی بے چینی و اضطراب کو بھانپ کر حاضرین کی آواز کی ترجمانی کرتے ہوئے اور خلق خدا کی گویا زبان ہی بن کر

حضرت عرفانی کبیر نے

جرأت کی۔ اور پکار کر عرض کیا۔ کہ:

"ان جھگڑوں میں یہ قیمتی وقت

ضائع نہیں ہونا چاہئے۔ ہمارے آقا حضور ہماری بیعت قبول فرمائیں"۔

لوگ بھرے بیٹھے تھے۔ بے اختیار لبیک لبیک کہتے ہوئے بڑھے اور آپ۔ اور سے پر گرنے لگے۔ قریب والوں کو ہاتھ پر ہاتھ دینے کا شرف ملا۔ دور والوں نے پگڑیاں ڈال دیں اور آن کی آن میں

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا

کا منظر سامنے آگیا۔ مخالف خیال جماعت کے

چند اصحاب لوگوں کو للکارتے اور روندتے ہوئے مسجد سے نکل گئے۔ کسی نے ان سے تعرض کیا نہ گستاخی۔ لوگ دیوانہ وار پروانوں کی طرح

شمع خلافت و ہدایت

کے گرد گرے پڑتے تھے۔ دیر تک کوئی آواز اٹھی نہ الفاظ ایک خاموشی و سکوت کا عالم طاری رہا۔ دھکوں کی وجہ سے لوگ حضرت کے قریب بیٹھنے والوں کے اوپر گرے ہوئے تھے۔ اور قرب پانے والے لذت و سرور کے بوجھ تلے دبے ہوئے۔ عزیز مکرم مولوی عبید اللہ صاحب شہید کا ہاتھ سب سے پہلے دستِ خلافت پر پہنچا۔ تو دوسرا اس عزت و شرف سے مشرف ہونے والا ہاتھ حضرت مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کا تھا۔ جن کے بعد ایک دوسرے پر اور دوسرا تیسرے پر یوں پڑے جیسے موسلا دھار بارش کے قطرات متقاطر۔ کوئی گنتی رہی نہ امتیاز۔ حتیٰ کہ حضرت نواب صاحب قبلہ جیسی

عظیم المرتبت اور واجب الاحترام

ہستی بھی اس دھکم دھکا سے محفوظ نہ رہ سکی۔ حضرت مولوی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ:۔

"جب دیر تک کوئی آواز میرے کان میں نہ پڑی تو میں نے بوجھ تلے دبا ہوا اپنا سر زور کر کے اٹھایا لوگوں کے ہاتھوں کی اوٹ دور کر کے جھانکا۔ مظہر خلافت کی طرف نظر کی۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ حضور گویا میری ہی تلاش میں تھے۔ دیکھ کر فرمایا۔ مولوی صاحب مجھے تو الفاظ بیعت بھی یاد نہیں۔ بے خیالی میں اچانک اور غیر متوقع یہ بار مجھ پر آن پڑا ہے۔ آپ الفاظ بیعت بولتے جائیں"۔

چنانچہ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ:۔ "میں الفاظ بیعت بولتا گیا۔ اور حضرت دہراتے گئے۔ اور اس طرح حضور نے بیعت لی"۔

اور ایک لمبی دعا کے بعد مختصر سی تقریر فرمائی اور اس طرح بکھری ہوئی اور پریشان جماعت خدا کے فضل سے دوبارہ متحد ہو کر سلکِ وحدت میں پروئی گئی۔ قلوب پر سکینت اور رحمت الٰہی کا نزول ہوا۔ وقت کا جو عالم تھا۔ اس کا ذکر قوتِ بیان سے باہر ہے۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حضرت نور الدین اعظم رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت نواب صاحب کی کوٹھی اور ہائی سکول کے درمیانی میدان میں پڑھا۔ رجوع خلق ہو کر ہجوم اس قدر بڑھا کہ گویا فرشتے بھی شریک نماز تھے۔

الغرض ۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کا مبارک دن خدائے بزرگ و بالا تر کے جلال اور شان کے ظہور کا دن۔ اس کے مقدسین اور اولیاء امت اور صلحاء اسلام کے اقوال کی تصدیق کا روز۔ سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا سے ملی ہوئی بشارات کے پورا ہونے کی گھڑیاں اور حضرت نور الدین اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بار بار کے ارشادوں کلمات اور فرمودات کی تکمیل کی وہ ساعات سعیدہ تھیں جن کو

خلافتِ ثانیہ کا قیام

اور

خدا کی دوسری قدرت کا ظہور

کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور یہی وہ نعمت۔ فضل الٰہی کی روداد اور موہبت کاملہ مقدسہ ہے جس کا وعدہ قرآن ربی لیستخلفنھم میں مذکور اور جو قیامت تک کے علم و قدرت اور قوت و شوکت کے ذکر کے ساتھ اسی میں تاکید بتایا گیا ہے کہ

خلیفے خدا بنایا کرتا ہے

انسان کی ذاتی خواہش۔ مساعی یا جوڑ توڑ اور جیسے منصوبوں کو اس عالی مقام کے حصول میں قطعاً کوئی دخل و تصرف نہیں بلکہ

گرچہ بھاگیں جبر سے دیتا ہے قسمت کے ثمار

سوء ظنی۔ بدظنی یا بہتان طرازی و افترا پردازی کا دنیا میں کوئی جواب نہ ہوگا۔ میرے آقا فداہ روحی پر بھی دنیا کے فرزندوں نے بدظنیاں کیں۔ بہتان باندھے اور اعتراضات کئے۔ مگر آپ نے ایسے لوگوں کو صرف یہی جواب دیا کہ۔

"میں جواب دینے سے مجبور ہوں اور موجودہ صورت میں اور کیا کہہ سکتا ہوں سوائے اس کے کہ یہ کہوں کہ خدا تعالیٰ شاہد ہے۔ اور میں اس کو حاضر ناظر جان کر اسی کی قسم کھاتا ہوں۔ کہ میں نے کبھی اس امر کی کوشش نہیں کی۔ کہ میں خلیفہ ہو جاؤں۔ نہ یہ کہ کوشش نہیں کی۔ بلکہ کوشش کرنے کا خیال بھی میرے دل میں نہیں آیا۔ اور نہ میں نے کبھی یہ امید ظاہر کی۔ اور نہ میرے دل نے کبھی خواہش کی۔ اور جن لوگوں نے میری نسبت یہ خیال پھیلایا ہے۔ انہوں نے بڑا ظلم کیا ہے۔ وہ میرے قاتل اور خدا کے حضور وہ ان الزامات کے جوابدہ ہوں گے"۔

(الفضل ۱۹/۱ ۔ از الحکم جوبلی نمبر)

میاں حاجی تاج محمود صاحب مرحوم آف چنیوٹ

کے حالاتِ زندگی

(از محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی۔ کلکتہ)

محترم حاجی تاج محمود صاحب مرحوم آف چنیوٹ ہو گزشتہ جولائی میں وفات پا گئے۔ ہمارے ایک درویش بھائی مکرم شیخ محمد یعقوب صاحب چنیوٹی مرحوم کے والد ماجد تھے۔ شیخ محمد یعقوب صاحب چنیوٹی نے اپنی درویشی کے ایام قادیان میں اس رنگ میں گزارے کہ انہیں دیکھ کر رسا دگی خلوص عبودیت اور ریاضت کا مفہوم واضح ہوتا تھا۔ اپنے مفوضہ فرائض کے علاوہ ان کے اوقات کا ایک ایک لمحہ ذکر الٰہی میں گذرتا تھا۔ وہ مسجد کی رونق تھے اور موحسنہ سیرت کے مالک تھے۔ افسوس کہ وہ بیماری کی حالت میں ہی قادیان سے ڈھاکہ گئے۔ اور وہیں وفات پائی اور بعد ازاں ربوہ کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

شیخ محمد یعقوب صاحب مرحوم کے والد حاجی تاج محمود صاحب کی وفات جب حال ہی میں ہوئی تو مجھ کو ان کی درویشی کے تعلق سے اور کچھ اس لئے کہ حاجی تاج محمود صاحب مرحوم ہمارے مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ کے چچا تھے۔ اور بانی صاحب نے تقسیم ملک سے قبل بھی مرکز سے قربانیوں کا ایک تعلق رکھا اور تقسیم ملک کے بعد تو مرکز قادیان اور درویشوں کے حق میں ان کی قربانیوں نے بہت نمایاں رنگ اختیار کر لیا۔ اس لئے میں نے مکرم بانی صاحب کو تحریک کی کہ وہ حاجی تاج محمود صاحب مرحوم کے حالاتِ زندگی تحریر کر کے بھجوائیں۔ تا کہ سلسلہ کے اخبارات میں شائع ہو کر محفوظ ہو جائیں۔ چنانچہ انہوں نے یہ حالات ارسال کئے ہیں جو ہدیہ قارئین بدر کئے جا رہے ہیں۔

مرزا وسیم احمد۔ قادیان

میرے والد میاں حاجی سلطان محمود صاحب۔ اور چچا میاں حاجی تاج محمود صاحب حقیقی بھائی تھے۔ دونوں شراکت میں کلکتہ میں چمڑہ فروشی کا کاروبار کرتے تھے۔ ابتداء میں ان کی دکان بہو بازار سٹریٹ میں واقع تھی۔ اس ایریا میں کوئی مسجد نزدیک نہیں تھی۔ اس لئے دونوں نے بالاتفاق رائے فیصلہ کیا۔ کہ دکان ایسے علاقہ میں بنائی جائے جہاں پانچوں وقت اذان کی آواز کانوں میں پڑے۔ اور مسجد میں باجماعت نماز کا شرف حاصل ہو۔ اس لئے انہوں نے لوئر چیت پور روڈ پر دکان لے لی۔ جو کلکتہ کی جامع مسجد کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فعل کو ایسی قبولیت بخشی۔ کہ پہلا علاقہ چمڑہ فروشی کے لحاظ سے اُجڑ گیا۔ اور یہ نیا علاقہ آباد ہو گیا۔ اور اب تک کلکتہ کی سب سے بڑی منڈی ہے۔

۲۔ دونوں بھائی مذہبًا اہلحدیث تھے۔ بڑے ہی دیندار تھے۔ اور اکثر ان کی دکان پر خدا اور رسول کی باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ میرے والد صاحب نے چنیوٹ میں اسلامیہ ہائی سکول کا اجراء کیا۔ جس کی وجہ سے انہوں نے برادری میں "بانی" کا خطاب پایا۔ نیز انہوں نے لڑکیوں کو ورثہ نہ دیئے جانے کی قباحت کے خلاف پرزور احتجاج کیا۔ اور اسی سلسلہ میں ایک کتاب "ظلم پنجاب" کی اشاعت کی۔ اور اس سلسلہ میں ہزاروں روپے اپنی گرہ سے خرچ کئے۔

۳۔ غالباً ۱۹۰۲ء میں۔ چچا حاجی صاحب کی توجہ احمدیت کی طرف مائل ہوئی۔ جس کی میرے والد صاحب نے مخالفت کی۔ اور دکان پر مولوی ثناء اللہ صاحب کا ہفتہ وار اخبار "اہلحدیث" اور ماہوار رسالہ "مرقع قادیانی" منگوانا شروع کیا۔ اس کے باوجود چچا صاحب پر احمدیت کے دلائل نے ایسا اثر کیا۔ کہ وہ انہی ایام میں احمدی ہو گئے۔

۴۔ اس وجہ سے ہماری برادری میں بہت شور ہوا۔ مختلف اہلحدیث علماء کے وعظ کرائے گئے۔ اور دوسرے ذرائع سے بھی حاجی صاحب پر دباؤ ڈالا گیا۔ اس سلسلہ میں ایک دفعہ کولوٹولہ کلکتہ کی مسجد اہلحدیث میں مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی نے حاجی صاحب کو احمدیت سے برگشتہ کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ حاجی صاحب نے ان سے عرض کیا۔ کہ میں نے تو اس لئے مرزا صاحب کی بیعت کی ہے۔ کہ ایسا کرنے کے لئے خدا اور رسولؐ نے حکم دیا ہے۔ اگر یہ نہ مانوں۔ تو روزِ قیامت خدا کو کیا جواب دوں گا۔ اس پر ان مولوی صاحب نے خانۂ خدا میں کھڑے ہو کر ہی فرمایا۔ کہ اس کا میں ذمہ لیتا ہوں۔ تم وہاں یہی عرض کرنا۔ کہ عبد الجبار نے مجھے منع کیا تھا! یہ سنکر حاجی صاحب نے سادگی سے کہہ دیا۔ کہ جب آپ ذمہ لیتے ہیں۔ تو پھر میں احمدیت سے علیحدہ ہوتا ہوں۔

۵۔ میں چھوٹا تھا۔ شور مچ گیا۔ کہ حاجی صاحب نے مرزائیت سے توبہ کر لی ہے۔ ہماری بدقسمتی سے ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہو گئی۔ اور میرے والد صاحب کا ۱۹۰۹ء میں انتقال ہو گیا۔ اس دوران میں حاجی صاحب کے سینہ میں احمدیت سے عشق کی چنگاری سلگتی رہی۔ ایک احمدی بزرگ شیخ میاں محمد حسین صاحب مرحوم (والد ماجد حافظ عزیز احمد صاحب) نے مولوی عبد الجبار صاحب کی مذکورہ بالا ذمہ داری لینے کے بارہ میں حاجی صاحب کو توجہ دلائی۔ کہ قرآن مجید کی واضح آیت لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی کی موجودگی میں اس ذمہ داری کی کیا حقیقت ہے۔ حاجی صاحب نے قرآن مجید باترجمہ پڑھا ہوا تھا۔ اور چنیوٹ کی آبادی کے تقریبًا ہر خاندان نے ان سے یہ فیض حاصل کیا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ آیت سنکر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ گویا یہ آیت اب نازل ہوئی ہے۔ اور اس قسم کے مولویوں سے طبیعت مزید متنفر ہو گئی۔ اور احمدیت کے دائرہ میں دوبارہ داخل ہو گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

۶۔ اس پر برادری میں دوبارہ بہت شور پڑا۔ اور چنیوٹ میں مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کو مناظرہ کے لئے لایا گیا۔ قادیان سے حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی تشریف لائے۔ شرائط طے نہ ہو سکنے کی وجہ سے مناظرہ تو نہ ہوا۔ لیکن مسجد شاہی چنیوٹ میں مولوی ابراہیم صاحب کا احمدیت کے خلاف لیکچر ہوا۔ اس میں انہوں نے سراسر خلاف واقعہ بات بیان کی۔ کہ احادیث کی رو سے امام مہدی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونا ہے۔ اور اسی لئے روضۂ مبارک میں ایک قبر کی جگہ خالی ہے۔ یہ بیان کر کے مولوی صاحب نے حاضرین مجلس کو پکار کر کہا کہ آپ لوگوں میں سے جنہوں نے حج کے سلسلہ میں مدینہ منورہ کی زیارت کی ہے۔ انہوں نے دیکھا ہو گا۔ کہ روضہ مطہرہ کے گنبد میں ایک سوراخ ہے۔ وہاں سے یہ صاف نظر آتا ہے کہ اندر ایک قبر کی جگہ خالی ہے۔ حاضرین میں سے اکثر حاجیوں نے اثبات میں جواب دیا۔ لیکن بعد ازاں حاجی صاحب نے تقریبًا ہر ایک کو توجہ دلائی۔ تو سب نے اقرار کیا۔ کہ اندر تو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ مگر ہم نے لیکچر کے موقعہ پر مولوی صاحب کی عزت رکھنے کے لئے ان کی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔ لاحول ولا قوۃ۔

۷۔ کچھ عرصہ کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی چنیوٹ میں وعظ کرنے اور حاجی صاحب کو احمدیت سے برگشتہ کرنے کے لئے لایا گیا۔ مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاجی صاحب نے اخلاص اور استقامت میں اور بھی ترقی کی۔

۸۔ ۱۹۱۸ء میں کلکتہ میں مولوی عبد الرحیم صاحب کشمیری آنریری مبلغ تھے۔ ان کے وعظ و نصیحت سے اور حاجی صاحب مرحوم کی مسلسل تبلیغ۔ تربیت اور کوشش سے خدا تعالیٰ نے مجھے اور حاجی صاحب کے چھوٹے بیٹے میاں محمد یعقوب صاحب مرحوم جن کو بعد میں قادیان میں درویشانہ زندگی بسر کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ فالحمد للہ۔ اس موقعہ پر میرے غیر احمدی رشتہ داروں نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور ایک صاحب نے تو مجھے اپنے گھر بلا کر طمانچے بھی رسید کئے۔

۹۔ انہی ایام میں کلکتہ میں اہلحدیث کانفرنس کے سلسلہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب بھی آئے ہوئے تھے۔ میرے غیر احمدی رشتہ دار اکٹھے ہو کر ہماری دکان پر آئے۔ اور حاجی صاحب کو کہا کہ ہم اپنے اس بچے کو مولوی ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں احمدیت سے توبہ کرانے کے لئے لے جانا چاہتے ہیں۔ آپ نے جوابًا کہا۔ کہ میں بھی آپ کا رشتہ دار ہوں۔ مجھے بھی اپنے ہمراہ لے جائیں۔ انہوں نے کہا۔ آپ بھی چلیں۔ اس پر حاجی صاحب نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تمہیں کسی ایسی جگہ جانا پڑے۔ جہاں جان یا ایمان کو خطرہ پیش آنے کا احتمال ہو۔ تو دو نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ لیا کرو۔ حضورؐ کے اس ارشاد کی تعمیل میں ہم دونوں چچا بھتیجا نفل پڑھ لیں۔ وہ لوگ ایک طرف بیٹھ کر انتظار کرتے رہے۔ اور ہم نے نوافل ادا کئے۔ بعد ازاں یہ سارا گروہ جو غالبًا چالیس پچاس افراد پر مشتمل تھا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کی فرودگاہ پر پہنچا۔ صبح کا وقت تھا۔ مولوی صاحب نے ابھی ناشتہ بھی نہیں کیا تھا۔ اور صحن میں ایک چوبی تخت پر بیٹھے ہوئے اخبار بدر کے پرانے فائل میں سے کچھ نوٹ لکھ رہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر مولوی صاحب کو طبعًا کچھ حیرانی سی ہوئی۔ اور دریافت کیا۔ کہ کیا معاملہ ہے۔

۱۰۔ اس پر مجھے طمانچہ مارنے والے بزرگ نے عرض کیا۔ کہ مولوی صاحب! یہ بچہ ان حاجی تاج محمود صاحب کی وجہ سے کل مرزائی ہو گیا ہے۔ اسے توبہ کرانے کے لئے ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا۔ کہ ہاں ان حاجی صاحب کو تو میں جانتا ہوں اور مجھے مخاطب ہو کر فرمایا۔ بیٹا۔ یہاں میرے پاس آ جاؤ۔ میں اُٹھ کر مولوی صاحب کے زانو کے پاس اسی چوبی تخت پر بیٹھ گیا۔ اور مولوی صاحب نے اخبار بدر کا ...

پڑھ کر سنانا شروع کر دیا۔ اس پر مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی:-

میں۔ مولوی صاحب! یہ تو اس گھر کے اندر کی باتیں ہیں۔ آپ تو اس امر کے دعویدار ہیں کہ اس گھر میں داخل ہی نہیں ہونا چاہیئے آپ دلیل دیکر فرمائیں کہ کیوں نہیں داخل ہونا چاہیئے؟

مولوی صاحب۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔ مگر پہلے تم بتاؤ۔ کہ اس گھر میں کیوں داخل ہوئے ہو۔

میں۔ قرآن مجید میں آٹھویں سیپارہ میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ یابنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیھم ولاھم یحزنون۔ یعنی اے بنی آدم اگر تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آئیں اور وہ تم پر میری آیات پڑھتے ہوں تو تم میں سے جس نے تقویٰ اختیار کیا اور اصلاح کی انہیں نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

مولوی صاحب۔ اس آیت میں تو بنی آدم مخاطب ہیں۔

میں۔ میں بھی بنی آدم میں سے ہوں۔ اور اس آیت کے نزول کے بعد سارے بنی آدم اس کے مخاطب ہیں۔

اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپ لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ لڑکا کل مرزائی ہوا ہے مگر مجھے تو یہ پرانا معلوم ہوتی ہے۔ میرا آج فلاں جگہ مرزائیت کے خلاف لیکچر ہے اور میں نے اس کے لئے تیاری کرنی ہے۔ آپ صاحبان اس کو پھر کسی مناسب وقت میرے پاس لے آئیں۔ یہ سنکر مولوی کے سب شیدائی بہت بددل ہوکر وہاں سے واپس ہو گئے۔

انہی ایام میں حاجی صاحب کے بڑے بیٹے میاں محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم آگرہ میں کاروبار کرتے تھے۔ ان کی طرف حاجی صاحب نے تبلیغی خط لکھا۔ اور احمدیت قبول کرنے کی تحریک کی۔ مگر انہوں نے جواب میں اپنا ایک خواب تحریر کیا کہ "مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی ایک رتھ کھینچے جا رہے ہیں۔ اور رتھ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سوار ہیں۔ اس خواب سے انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر استدلال کیا۔ اسی وجہ سے بیعت میں پس و پیش کیا۔ لیکن جب اس خواب کی تعبیر ان کو یہ بتلائی گئی کہ اس کی رو سے مولوی ابراہیم صاحب ایک فوت شدہ ہستی کو زندہ ثابت کرنے کی تگ و دو میں مصروف ہیں۔ تو انہوں نے صدق دل سے بیعت کر لی۔ اور ساری عمر نیکی اور پارسائی میں گزاری۔

۱۲۔ حاجی صاحب گو کاروبار کرتے تھے مگر کاروباری چالاکیوں سے سخت متنفر اور بیزار تھے۔ ہر پہلو سے اور ہر وقت دیانت اور امانت ان کے پیش نظر رہتی تھی۔ خریداروں ہمسایوں اور ملازمین سے ہمیشہ نیک سلوک سے پیش آتے تھے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا بہترین نمونہ تھے۔

۱۳۔ آگرہ میں ان کے بڑے بیٹے کو کاروبار میں خسارہ ہوا۔ اور وہ قریباً پانچ ہزار روپیہ کے مقروض ہو گئے۔ چونکہ حاجی صاحب کی زندگی میں وہ صاحب جائداد نہیں تھے۔ اس لئے قرضخواہوں کے لئے اس خطیر رقم کا وصول کرنا مشکل بلکہ ناممکن تھا۔ بعض غیر احمدی رشتہ داروں نے حاجی صاحب کو مشورہ دیا۔ کہ قرضخواہوں کو اس وجہ سے روپیہ میں چار آنہ لے کر فارغ کر دینے پر راضی کیا جا سکتا ہے۔ مگر آپ نے نہ صرف یہ کہ اس مشورہ کو پسند نہ کیا۔ بلکہ ان مشیروں پر سخت ناراض بھی ہوئے اور قرضہ کی پائی پائی ادا کر دی۔

۱۴۔ حاجی صاحب موصی تھے۔ جائداد کا دسواں حصہ ادا کرنے کی تڑپ ان کے دل میں رہتی تھی۔ ۱۹۲۹ء میں واقف کاروں سے جائداد کی قیمت لگوا کر بارہ ہزار روپیہ کا دسواں حصہ ۱۲۰۰/- روپے انہوں نے یکمشت ادا کر دیا۔

۱۵۔ ملکی تقسیم سے قبل اکثر قادیان تشریف لایا کرتے تھے۔ بعض دفعہ گاڑی بٹالہ میں نہ ملنے پر وہاں سے پیدل قادیان پہنچ جایا کرتے۔ تاکہ شام کی نماز حضرت اقدس کی اقتدار میں پڑھنے کا شرف حاصل کر سکیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سے بڑا اخلاص رکھتے تھے۔

۱۶۔ چنیوٹ میں مستورات عند الملاقات ایک دوسری کو السلام علیکم کہنا معیوب سمجھتی تھیں۔ حاجی صاحب نے اپنے گھر والوں کو سختی سے ہدایت کی۔ کہ اس سنت کا اجراء کریں۔ چنانچہ ہمارے گھر کی مستورات نہایت پابندی سے اس پر عمل کرنے لگیں۔

۱۷۔ آپ نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی شادیاں سراسر اسلامی رنگ میں کیں۔ اور کسی قسم کی خلاف شرع اور فضول رسم و رواج کو نزدیک بھی نہ آنے دیا۔ ایک بیٹی کو رخصتانہ کے وقت ڈولی میں نہیں بٹھایا۔ بلکہ دلہن کا بازو حاجی صاحب نے خود تھاما۔ اور دوسرا اس کی دادی صاحبہ نے۔ اور اسے سسرال میں پیدل پہنچا دیا۔ اور اس طرح حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے رخصتانہ کی طرز کی تقلید کی۔

۱۸۔ آپ کی یہ بیٹی ۱۹۲۵ء میں فوت ہو گئی۔ ۱۹۲۹ء میں ان کے داماد نے دوسری شادی کا پروگرام بنایا۔ تو حاجی صاحب نے رضا و رغبت سے سارے انتظام کئے۔ بلکہ نکاح بھی خود پڑھا۔ اور ہمیشہ اس نئی آنے والی لڑکی سے اپنی بیٹی کی طرح محبت اور نیک سلوک کرتے رہے۔

۱۹۔ ۱۹۳۹ء میں رمضان شریف کے مہینہ میں ان کی اہلیہ کی وفات ہوئی۔ حاجی صاحب معہ چند اور احمدیوں کے تراویح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ ان کا ایک نواسہ جو ماشاء اللہ حافظ قرآن تھا۔ قرآن مجید سنا رہا تھا۔ کہ ساتھ والے مکان سے رونے کی آوازیں آئیں۔ اور ایک لڑکے نے آکر بتایا کہ حاجی صاحب کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس وقت چار تراویح پڑھی جا چکی تھیں۔ اس حادثہ کی اطلاع پا کر حاجی صاحب نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اور اپنے نواسہ کو ہدایت کی۔ کہ بقیہ چار تراویح میں حسب معمول قرآن مجید سنائے۔ پوری نماز ختم کرنے کے بعد وہ اور دیگر افراد ماتمیت والے مکان میں گئے۔ اس طرح حاجی صاحب نے خود بھی صبر و رضا کا اعلےٰ نمونہ دکھایا۔ اور دیگر عزیزوں کی بھی ایسی ہی تربیت کی۔

۲۰۔ ۱۹۴۲ء میں چنیوٹ میں جب مسجد احمدیہ تعمیر ہوئی۔ تو اس دن سے آخری ایام تک وہ مسجد ان کا ملجا و ماویٰ بنا رہا۔ اور آپ وہاں گویا دھونی رما کر بیٹھ گئے۔ ہر وقت قرآن مجید کی تلاوت اور وعظ و نصیحت میں لگے رہتے تھے اذان دینے کا بہت شوق تھا۔ اور بڑے خلوص۔ جوش اور بلند آواز سے اذان دیتے تھے۔ اردو لکھ نہیں سکتے تھے۔ مگر روانی سے پڑھ لیتے تھے۔ اپنے قریبی عزیزوں سے ہندی میں خط و کتابت کرتے تھے۔ اور ہر خط میں نصائح بالالتزام تحریر فرماتے تھے۔ (۱) خدا کو یاد رکھو (۲) اسلام کی خدمت کرو (۳) موت کو بھی نہ بھولو (۴) خدا کے سامنے اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہوگی (۵) ایک دن قبر میں فروکش جانا ہے وغیرہ وغیرہ

۲۱۔ آپ نے قریباً ایک صد برس کی عمر پائی۔ ان کی جوانی اور بڑھاپا یکساں رنگ میں تقوےٰ اور دینداری میں گزرا۔ شاذ ہی کوئی ایسا فرد بشر ہوگا جس سے ان کی ملاقات ہوئی ہو۔ اور انہوں نے اسے احمدیت کی تبلیغ نہ کی ہو۔ دنیاداری کی خوشی و غمی کی مجالس میں شامل ہوتے تھے مگر موقعہ پر پند و نصائح سے نوازا کرتے تھے۔

۲۲۔ آپ کے دونوں بیٹے اور دونوں بیٹیاں آپکی زندگی میں ہی وفات پا گئیں۔ مگر اللہ تعالےٰ نے آپ کو ترقی نسلاً بعد نسلٍ کی نعمت سے نوازا۔ اور یکصد کے قریب اولاد در اولاد آپ نے دیکھی۔ جن میں سے بیشتر احمدیت کے خادم اور اطفال ہیں۔

۲۳۔ آپ کی وفات یکم جولائی گذشتہ کو لائل پور میں ہوئی۔ جنازہ ربوہ لے جایا گیا۔ اور آپ کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالےٰ ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ہم سب کو اُن کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

۲۴۔ یہاں یہ ذکر بھی مناسب ہے۔ کہ حاجی صاحب کی نیکی خلوص اور احمدیت سے عشق کو دیکھ کر میرے والد صاحب کو اس کے بارہ میں تحقیق اور جستجو کا خیال ۱۹۰۸ء میں پیدا ہوا۔ اور علماء سے استفادہ کرنے کے لئے کلکتہ سے دیوبند۔ امرتسر سیالکوٹ اور قادیان جانے کا پروگرام بنایا۔ اُن ایام میں لمبے سفر کے لئے صرف گاڑی [illegible] تھا۔ دونوں بھائیوں نے مل کر اگلی کے ٹکٹ خریدے بستر وغیرہ لے کر ہوڑہ سٹیشن پر گئے۔ مگر گاڑی میں سیٹ نہ ملنے کی وجہ سے واپس آ گئے۔ اور اس سفر کو کسی اور دن شروع کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ کہ عمر نے وفا نہ کی۔ اور ۱۹۰۹ء میں لائل پور میں اُن کا انتقال ہو گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اُن کے اس نیک ارادہ کی برکت سے ہماری والدہ اور سب بہن بھائی احمدیت سے مشرف ہو گئے۔

راقم
محمد صدیق بانی کلکتہ
۹/۶۴ء

آپ کا فرض

"اگر آپ تحریک جدید کے عہدیدار نہیں تو آج ہی سے دوسرے مخلصین کی امداد سے لفافوں کی وصولی لگ جائیں اللہ تعالےٰ کی نصرت آپ کے اور آپ کے خاندان کے شامل حال ہو۔"

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ)

وکیل المال تحریک جدید قادیان

رپورٹ جلسہ ہائے سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم مختلف جماعتہائے احمدیہ ہندوستان

لجنہ اماء اللہ حیدرآباد و سکندرآباد دکن

گزشتہ سال کی طرح امسال بھی لجنہ اماء اللہ حیدرآباد نے پورے حسن انتظام کے ساتھ جلسہ سیرۃ النبی ۲ مورخہ ۲؍ اگست بروز اتوار شام کے پانچ بجے منایا۔ ۲۶؍ جولائی ۱۹۶۴ء کو افوار العلوم کالج میں غیر احمدی خواتین نے میلاد النبی کا جلسہ منایا۔ چنانچہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس میں ہم نے جلسہ کے اشتہارات تقسیم کئے۔ اور اعلان بھی کروایا گیا۔ پھر مقامی اخبار میں بھی اعلان کروایا گیا۔

چنانچہ بروز یکشنبہ صبح دس بجے سے جلسہ گاہ (احمدیہ جوبلی ہال) کی صفائی، پانی اور فرش وغیرہ کے انتظامات کئے گئے۔ جلسہ شروع ہونے سے دو گھنٹے پہلے اطلاع ملی کہ مکرم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب یادگیر کا اچانک انتقال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس اندوہناک خبر کے سنتے ہی منتظمین میں ایک قسم کا ہیجان پیدا ہوگیا۔ کیونکہ سیٹھ صاحب محترم نہایت مخلص اور ہر دلعزیز بزرگ تھے۔ اس کے سوا جلسہ کے منتظمین میں اکثریت ان کے قریبی رشتہ داروں کی تھی۔ اس کے باوجود بھی انہوں نے جماعت کے وقار اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کے مدنظر جلسہ کی کارروائی کو برابر جاری رکھا۔ اگرچہ کہ تھوڑا بہت ردوبدل پروگرام میں کرنا پڑا۔ جلسہ کو وقت مقررہ سے ایک گھنٹہ پیشتر ختم کرکے سیٹھ صاحب مرحوم کی نماز جنازہ میں خواتین نے شرکت کی۔

جلسہ محترمہ مہرالنساء صاحبہ لیکچرار عربی وومن کالج کی زیر نگرانی ہوا۔ غیر احمدی مستورات نے بھی کافی تعداد میں جلسہ میں شرکت کی۔ صدر صاحبہ جلسہ کو کارروائی سے اور لجنہ کے انتظام سے اور لجنہ اماء اللہ کی تنظیم اور کارکردگی کا اچھا اثر لے کر گئی ہیں۔ لاؤڈ سپیکر کا انتظام بھی تھا

جلسہ امۃ الباری صاحبہ کی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ قرآن کریم کے ایک رکوع کی تلاوت کی گئی۔ اور پھر اس کا ترجمہ اور تفسیر سنائی گئی۔ اس کے بعد ایک نعت وسیمہ بیگم نے پڑھی۔ پھر نصرت جہاں نے "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانات صنف نازک پر" تقریر کی۔ انہوں نے بتایا کہ جب سے دنیا وجود میں آئی ہے عورتوں کے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا جاتا تھا۔ اور عورت کے متعلق کس قسم کی ذہنیتیں تھیں۔ عورتوں کا مقام دوسرے مذاہب میں کیا تھا۔ اور اسلام نے اس کو کیا مقام عطا کیا۔ اور کس طرح اس کے حقوق کی حفاظت کی گئی۔ اور کہ زمانہ حاضرہ میں عورتیں اسلامی تعلیم کو بھلا کر پریشانیوں میں مبتلا ہو گئے۔ اور احمدی خواتین علم دین حاصل کر کے کس طرح پر اپنے حقوق کی حفاظت کرنے کے قابل ہیں۔

پھر فرحت النساء صاحبہ نے "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حامل شریعت کاملہ ہیں" کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے فرمایا کہ شریعت جو روحانی، تمدنی اور اخلاقی قدروں کو پیش کرتی ہے وہ کامل طور پر شریعت محمدیہ میں موجود ہیں۔ زمانہ گزشتہ میں بھی آپ کی لائی ہوئی شریعت نے انقلاب عظیم پیدا کیا۔ اور حال اور مستقبل کے تقاضوں کو بھی پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

پھر منصورہ بیگم نے ایک نظم پڑھی۔ اس کے بعد ناصرات الاحمدیہ میں سے ایک بچی (ناصرہ بیگم) نے "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سلوک بچوں سے" پر تقریر کی۔ سیدہ منیرہ صاحبہ نے ایک نظم سنائی اور صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ (اعظم النساء صاحبہ) نے "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین" کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ اور ثابت کیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم کے وجود کو سب جہانوں کے لئے زمانوں، طبقوں اور مذاہب کے لئے رحمت للعالمین بنا کر بھیجا۔ گو ہر زمانہ میں وقت کے تقاضے کے لحاظ سے انبیاء، لیڈر اور مصلح آتے رہے۔ مگر ان کی تعلیمات اور ان کی زندگی اور ان کے اعمال میں تضاد ہونے کی وجہ وہ رحمت للعالمین کا عالمگیر رتبہ پا نہ سکے۔ اور نہ ہی قرآن مجید جیسی کامل شریعت کسی کو عطا کی گئی۔

پھر صدر صاحب جلسہ مہرالنساء صاحبہ لیکچرار عربی وومن کالج نے تقریر کی۔ اور نہایت اچھے رنگ میں حاضرین کو سمجھایا کہ جلسہ سیرت النبیؐ کو منانے کا مقصد کیا ہوتا ہے؟ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کیا ہیں۔ اور مسلمان کس طرح ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگیوں کو سنوار سکتے ہیں۔ تفصیل سے آپ نے پانچ ارکان اسلام یعنی ایمان۔ نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ۔ حج کے نقطۂ نظر کو واضح کیا۔ اور سمجھایا کہ مسلمان کس طرح ان تعلیمات کو نظر انداز کر کے گھاٹے میں پڑے ہیں۔

دوسری چیز جو آپ نے واضح کی وہ یہ کہ چونکہ اسلامی شریعت عربی میں ہے۔ اس لئے عربی زبان صرف و نحو کا جاننا بھی مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔

اس کے بعد صدیقہ بانو صاحبہ نے "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور تبلیغ اسلام" کے عنوان پر مفصل تقریر کی۔ اور کہا کہ آنحضرتؐ نے سب سے پہلے قبیلہ قریش کو اسلام کی دعوت دی پھر ملک عرب تک تبلیغ کو وسیع کیا۔ اور جب اس میں کامیابی ہوگئی تو پھر آپ نے اس وقت کے بڑے بڑے ممالک کے حکمرانوں کے نام تبلیغی خطوط لکھے۔ اس طرح عالمی تبلیغ کی بنیاد آپ کے ہاتھوں پڑی۔ جس کا نتیجہ مسلمانوں کی عظیم الشان حکومتوں کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان پھر دنیا کو اسلام سے روشناس کرائیں۔ پھر امۃ الحی صاحبہ نے "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں آخری زمانے کے متعلق" کے موضوع پر تقریر کی اور بتایا کہ مسیح موعود کے زمانے کے متعلق کیا کیا پیشگوئیاں تھیں۔ اور کس طرح واضح طور پر پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ اور عین وقت پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے دعویٰ مسیح و مہدی کیا۔ آپ کے دعویٰ کی صداقت کو جاننے کے لئے جماعت احمدیہ سے ربط پیدا کرنا چاہیئے۔ اور صداقت کی جستجو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کلمہ کی تعمیل کرنے کے برابر ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب مسیح اور مہدی کا ظہور ہو تو تم اس سے ملنے کیلئے جانا۔ اگرچہ تم کو گھٹنوں کے بل جانا پڑے اور اس کو میرا سلام بھی پہنچانا۔ چنانچہ اب آپ کا فرض ہے۔ آپ مرزا غلام احمد صاحب کے دعوے کی صداقت پر تحقیق کریں۔ عزیزہ ناصرہ سراج نے حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی نظم "دربارگاہ ذی شان خیر الانام" سنائی۔ حاضرین پر اور خود صدر صاحبہ جلسہ پر تقاریر وغیرہ کا بہت اچھا اثر ہوا۔ مستورات کی تعداد ایک سو اسی کے قریب تھی۔

یہ بات بھی یہاں قابل غور ہے کہ اس جلسہ میں احمدی مستورات کے علاوہ غیر احمدی مستورات بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئی ہیں۔ اور کافی دلچسپی سے تمام کارروائی کی سماعت فرماتی رہی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو حضرت نبی کریم صلعم کے بروز کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکسارہ امۃ الہادی جنرل سیکرٹری
لجنہ اماء اللہ حیدرآباد

لجنہ اماء اللہ بنگلور

جلسہ سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم مورخہ ۲۳؍ اگست بروز اتوار ساڑھے پانچ بجے شام بمقام دار الفضل بنگلور منعقد ہوا۔ لجنہ کے جلسہ کا پروگرام شروع ہونے سے قبل جماعت احمدیہ بنگلور کے مردانہ جلسہ کی تمام کارروائی سنی گئی۔ ازاں بعد لجنہ کا پروگرام زیر صدارت صدر صاحبہ لجنہ بنگلور شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد عزیزہ رضیہ بیگم صاحبہ نے "آنحضرتؐ کے عورتوں پر احسانات" کے عنوان پر مضمون تیار کرکے پڑھا۔ عزیزہ سلیمہ خاتون صاحبہ اور وسیم النساء صاحبہ نے خاص طور پر مضامین تیار کرکے پڑھے۔ مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ نے ایک نظم پڑھی۔ بعد ازاں عزیزہ رضوانہ ہمشیرہ کریم احمد نے "آنحضرتؐ کے بچپن کا زمانہ" پر تقریر کی۔ متذکرہ بالا تقریروں کے علاوہ خاکسارہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی۔ اس کے بعد ناصرات کی لڑکیوں نے رسول خدا کی شان میں نظمیں پڑھیں۔ صدر صاحبہ نے جلسہ میں شامل ہونے والی مستورات کا شکریہ ادا کیا۔

خاکسارہ اختر بیگم سیکرٹری لجنہ بنگلور

دیو درگ

گزشتہ سال کی طرح امسال بھی جلسہ سیرت النبی صلعم جماعت احمدیہ دیودرگ بتاریخ ۲۶؍ جولائی ۱۹۶۴ء بروز اتوار بعد نماز مغرب مکرم مبشر احمد صاحب کی صدارت میں منعقد کیا گیا۔ جلسہ کی کارروائی کا آغاز خاکسار نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ اس کے بعد تقریر عزیزم ناصر احمد نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر کی۔ آپ کے بچپن کے حالات اور دعوے کے بعد کی زندگی پر اچھے پیرائے میں روشنی ڈالی۔ نظم مکرم عبد المنان صاحب (تیرے در پہ ہی میری جان نکلے) کلام محمود سے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ بعد اس کے عزیزم انور احمد سلمہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس عہد اور عزم کو جو آپ نے اسلام کی تبلیغ کی خاطر کیا تھا یعنی "اگر میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے ہاتھ میں سورج بھی رکھ دیا جائے تو میں خدائے واحد لاشریک کی تعلیم و تبلیغ سے باز نہیں آؤں گا" پڑھ کر سنایا۔ نظم عزیزم مقصود احمد سلمہ (غیر تسلی نہ کرو اہل دنیا ہو جاؤ) کلام محمود سے پڑھ کر سنائی۔

مکرم عبد المنان صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اوائل زندگی پر اور آپ کے دعویٰ کے بعد آپ پر کفار مکہ کی طرف سے تکالیف کو بیان کیا۔ جس پر آپ نے خدا کی رضا کی خاطر خندہ پیشانی کے ساتھ ہر قدم پر صبر و استقامت کا وہ بہترین نمونہ دکھایا کہ سابقہ انبیاء کی تاریخ اس سے قاصر ہے۔ بعد ازاں خاکسار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر مختصر روشنی ڈالتے ہوئے یہ بتایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے زندگی کے ہر شعبہ میں ایک نمونہ اور نصیحت آموز ہے اور ایک حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے جو زکوٰۃ کے بارے میں آئی ہے زکوٰۃ پر زور دیا۔ اور احباب کو

میں خاص طور پر تلقین کی۔

آخر پر صدر جلسہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور جماعت کو اس بات پر زور دیا کہ وہ اپنے آقائے نامدار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی کوشش کریں۔

بعدہٗ دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

فقط والسلام

ایم۔ اے ضیا سیکرٹری مال جماعت احمدیہ زیورگ۔

جماعت احمدیہ چارکوٹ

چارکوٹ میں جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام بتاریخ ۸/۲۴ سیرۃ النبی صلعم پر جلسہ منعقد ہوا۔ اردگرد دیہاتوں میں اطلاعیں دی گئیں۔ معززین حضرات کو دعوتی کارڈ بھیجے گئے۔

جلسہ کی کارروائی ٹھیک دو بجے بعد نماز جمعہ زیر صدارت مکرم جناب میاں بشیر محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ چارکوٹ شروع ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم بشیر احمد صاحب ثاقب سیکرٹری مال چارکوٹ نے کی آپ نے آنحضرت صلعم کا آخری حج اور خطبہ حجۃ الوداع پڑھ کر سنایا۔

[illegible] مکرم مولوی نور الدین صاحب صدر جماعت احمدیہ بڈھا نور نے کی آپ نے [illegible] آپ نے آنحضرت صلعم کے [illegible] اور بچپن کے حالات بیان فرمائے آپ نے حضور سرور کائنات کے قبل از نبوت کے چیدہ چیدہ واقعات بھی بیان فرمائے۔

تیسری تقریر مکرم میاں فضل دین صاحب صدر جماعت احمدیہ کالابن نے کی۔ آپ نے عرب کی خراب حالت اور آنحضرت صلعم کا دعویٰ پیغام رسالت اور توحید وغیرہ بیان فرمایا۔

چوتھی تقریر مکرم میاں محمد شفیع صاحب بیاڑ منتل سیکرٹری تبلیغ و مقامی سیکرٹری امور عامہ نے کی۔ آپ نے حضرت سرور کائنات کے بعد از نبوت کے چیدہ چیدہ واقعات غار ثور کا واقعہ، جابر بن سراقہ کا عہد نامہ، قرآن کے حقوق، آنحضرت صلعم کی شجاعت یعنی ہمسایہ سے حسن سلوک وغیرہ بیان فرمائے۔

پانچویں تقریر مکرم خادم حسین صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کالابن نے کی آپ نے حضرت سرور کائنات کا تمام دنیا پر احسان اور مستشرقین کی آراء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق اور حضرت خدیجہ رض کی گواہی حضرت سرور کائنات کی امانت و دیانت کے واقعات بیان فرمائے۔

چھٹی تقریر مکرم عبدالحق صاحب خادم نے "انک لعلی خلق عظیم" القرآن کے موضوع پر کی اور

آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک پاک زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات بیان فرمائے۔

ساتویں تقریر مکرم صدر الدین صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت نے کی۔ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم بیان فرمائی۔

آٹھویں تقریر مکرم محمد شریف صاحب نے کی۔ آپ نے آنحضرت صلعم کے اخلاق پر روشنی ڈالی۔

نویں تقریر عزیز غلام احمد صاحب متعلم نے آنحضرت صلعم کی فضیلت پر کی۔

دسویں تقریر عزیز نذیر احمد نے آنحضرت صلعم کے چیدہ چیدہ واقعات پر روشنی ڈالی۔

گیارھویں تقریر خاکسار نے کی۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم آیت کی تشریح کرتے ہوئے حضرت سرور کائنات کی پر حکمت تعلیم پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ سائنس کی رو سے جس قدر انکشافات ہو رہے ہیں۔ وہ قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں میں پہلے سے موجود ہیں۔ خاکسار نے سائنٹفک طریق پر آنحضرت صلعم کی پاک اور پر حکمت تعلیم کو پیش کرتے ہوئے اس کا فلسفہ بیان کیا

آخری تقریر صاحب صدر نے کی۔ آپ نے اسلام اور بانی اسلام کا پیش کردہ نظام اور طرز عمل دنیا کی نجات کا ذریعہ اور فطرتی چیز قرار دیا۔ آخر پر ایک لمبی دعا کے ساتھ یہ جلسہ برخاست ہوا جس میں کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے لئے دعا کی گئی

عبدہٗ مکرم عبدالحق صاحب خادم ہو کر قائد خدام الاحمدیہ منتخب ہوئے ہیں نے خدام سے چندہ ٹھہرایا۔ یہ جلسہ بہتر رنگ میں سرانجام پایا۔ اس جلسہ میں چار نظمیں بھی پڑھی گئیں والسلام

خاکسار شیخ حبیب اللہ مبلغ سلسلہ چارکوٹ

آسنور

۱۰ رستمبر ۶۴ء کو بعد نماز مغرب زیر صدارت مکرم مولوی عبد الواحد صاحب فاضل مسجد آسنور میں جلسہ سیرت النبیؐ منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی جو خاکسار نے کی نظم ماسٹر سعید احمد صاحب ڈار نے پڑھی۔ اس کے بعد خاکسار نے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کی وضاحت کرتے ہوئے آنحضرت صلعم کی سیرت طیبہ کے بعض واقعات سنا کر احباب کو حضور کا اسوہ حسنہ اپنانے کی تلقین کی۔ اور بتایا کہ اگر مسلمان دونوں جہانوں میں فلاح چاہتے ہیں تو حضور کے نقش قدم پر چلیں

اس کے بعد صاحب صدر نے حضور سرور کائنات کی پاک سیرت پر تقریباً ایک گھنٹہ تک مؤثر تقریر کی جس میں حضور کی حیات طیبہ کے بعض ایمان افروز واقعات سنائے۔ اس کے بعد دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

محترم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب یادگیری مرحوم کی وفات پر

قراردادہائے تعزیت

جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد

جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کا یہ غیر معمولی اجلاس محترم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب یادگیری امیر جماعت احمدیہ یادگیر و ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی وفات حسرت آیات پر جو کہ بتاریخ ۲۲ راگست ۱۹۶۴ء واقع ہوئی ہے انتہائی غم و الم کا اظہار کرتا ہے۔

مرحوم الحاج حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب یادگیری رض کے فرزند اکبر تھے۔ حضرت شیخ حسن صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور جنوبی ہند کے علاقہ آندھرا پردیش اور میسور اسٹیٹ میں جماعت احمدیہ کے بانیوں میں سے تھے۔ جن کے مقدس وجود کو اللہ تعالےٰ نے بعد فراغت حج و زیارت جنت البقیع میں جگہ دی۔ ایسے بزرگ باپ کے فرزند کو ان ہی کے نقش قدم پر چل کر جماعت احمدیہ کے ساتھ انتہائی فدائیت کے ساتھ مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور جماعت کی اعلےٰ پیمانہ پر تعلیم و تربیت کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔

آپ جماعت احمدیہ یادگیر کی جو کہ جنوبی ہند کی بڑی جماعتوں میں سے ایک ہے۔ امارت کے فرائض اپنے آخری سانس تک نہایت ہی احسن و خوبی کے ساتھ سرانجام دیتے رہے۔ ان کو جہاں اپنی مقامی جماعت سے محبت و خلوص کا تعلق تھا۔ وہاں بحیثیت مجموعی پورے سلسلہ اور بالخصوص جماعت احمدیہ حیدرآباد کی فلاح و بہبود کی فکر بھی ہمیشہ دامنگیر رہا کرتی تھی۔ اور ہر مجلس میں اس کی ترقی کی تدابیر پر تبادلہ خیالات فرمایا کرتے تھے۔

مرحوم نے نہ صرف اپنی اولاد اور دیگر ارکان خاندان کی تربیت و اصلاح کا فریضہ نہایت ہی خوش اسلوبی سے ادا فرمایا۔ بلکہ پوری جماعت احمدیہ یادگیر کی آپ نے قابل صد تحسین رنگ میں تربیت فرمائی جس کے نتیجہ میں آپ اپنے پیچھے ایک ایسی جماعت چھوڑ گئے ہیں جو کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ فدائیت کا رنگ رکھنے والی اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ والہانہ محبت رکھنے والی ہے۔

مرحوم نہایت ہی نیک نفس۔ مہمان نواز۔ منکسر المزاج اور ہر ایک کے ہمدرد تھے۔ جو بھی اپنے دکھ و احتیاج کا اظہار کرتا وہ آپ کو اپنا ہمدرد اور غمخوار اور مددگار پاتا تھا۔

ہم افراد جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد احمدیت کے اس فدائی اور جماعت ہائے جنوبی ہند کے اس محسن کی جدائی پر حزیں ہیں۔ اور ہم مرحوم کی اولاد اور افراد خاندان اور جماعت احمدیہ یادگیر کے افراد سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلےٰ و ارفع مقام عطا فرمائے۔ اور اعلیٰ علیین میں خاص قرب سے نوازے اور پسماندگان کو نہ صرف صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ان کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ بلکہ اپنے اس بزرگ کے نقش قدم پر چل کر ان کی یاد کو تازہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ہم ہیں افراد جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد۔

جماعت احمدیہ ہبلی

محترم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر کی وفات پر جماعت احمدیہ ہبلی اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتی ہے۔ مرحوم کا وجود نہ صرف یادگیر کے لئے بلکہ جنوبی ہند کی جماعتوں کے لئے بھی مفید اور بابرکت تھا۔ مناظرہ یادگیر کے موقع پر جبکہ خاکسار اور محترم محمد نواب میاں صاحب یادگیر گئے تھے تو باوجود طبیعت کی ناسازی کے مرحوم مناظرہ کے انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ آپ سادہ مزاج اور غریب طبیعت کے مالک تھے۔ اپنی عمر میں سلسلہ کی خدمت بہتر طور پر سرانجام دی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ محترم سیٹھ صاحب کو اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے جنت الفردوس میں اعلےٰ مراتب عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر کے علاوہ مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام

خاکسار ایچ۔ ایم منڈاسگر صدر جماعت احمدیہ ہبلی

درخواست دعا۔ مکرم مولوی بی عبداللہ صاحب مالاباری کالیکٹ ہسپتال سے ڈسچارج ہو کر چینگاڈی پہنچ گئے ہیں۔ ابھی ان کی بیماری بھی پورے طور پر نہیں گئی اور کمزوری بھی بہت ہے۔ احباب مولوی صاحب کی جلد صحت کاملہ کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

احبابِ جماعت اور ان کی ذمہ واریاں

جیسا کہ احباب کو بخوبی علم ہے کہ موجودہ مالی سال کے تین ماہ گذر چکے ہیں۔ لیکن ہندوستان کی متعدد جماعتوں اور اُن کے افراد کے ذمہ سالقہ بقایا کی کثیر رقوم تا حال قابلِ ادا ہیں جن کے متعلق سیکرٹریانِ مال اور متعلقہ افراد کو مرکز کی طرف سے ادائیگی کے لئے توجہ دلائی جا چکی ہے۔ اس سلسلہ میں اگر جماعتوں کے عہدیداران اور متعلقہ افراد اپنی مالی ذمہ داریوں کو پوری طرح محسوس کریں اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے وعدہ بیعت کو مستحضر رکھیں تو سلسلہ کی طرف سے عائد کردہ لازمی چندہ جات کی موجودہ پوزیشن نہیں رہ سکتی۔ عہدیداران کرام اور سیکرٹریان مال کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لازمی چندہ جات کی باقاعدگی سے ادائیگی پر اس قدر زور دیا ہے۔ کہ حضور چھ ماہ سے زائد عرصہ کے بقایا دار کو جماعت سے خارج قرار دے چکے ہیں۔ اس لئے بقایا دار احباب جماعت سے یہ درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے حساب کا جائزہ لیتے ہوئے ابھی سے اس بات کا تہیہ کر لیں کہ وہ موجودہ مالی سال کا چندہ باقاعدہ ادا کرتے ہوئے گذشتہ بقایا کی ادائیگی بھی معقول اقساط کی صورت میں شروع کر دیں گے تاکہ موجودہ مالی سال کے ختم ہونے سے قبل ان کے ذمہ کے چندوں کا حساب بے باق ہو سکے۔

اسی طرح عہدیداران کرام کا فرض ہے کہ وہ اپنی جماعت کے تمام بقایا داران کے پاس خود پہنچیں۔ اور انہیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء مبارک و ارشاد اور آپ کے دین کو دُنیا پر مقدم رکھنے کے وعدہ بیعت کو یاد دلاتے ہوئے یکمشت یا بالاقساط ادائیگی بقایا کا معین وعدہ حاصل کر کے نظارت ہذا کو اطلاع دیں۔ اور اس کے مطابق اِن سے وصولی کا باقاعدہ انتظام جاری رکھ کر اللہ تعالےٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بنیں۔

اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ وہ تمام دوستوں کو اپنی مالی ذمہ واریوں کو سمجھنے اور عملی طور پر قربانی کا بہترین نمونہ پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

کیا آپ فریضہ تبلیغ کو ادا کر رہے ہیں

اس زمانہ میں جب "اذا الصحف نشرت" کی پیشگوئی پوری ہو چکی ہے تکمیل تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ بات چیت اور زبانی تبادلہ خیالات کے علاوہ لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ کی جاسکے۔ اور مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو سلطان القلم بھی تھے کے پیغام کو بنی نوع انسان تک پہنچا کر فریضہ کی تکمیل کی جائے۔ لہذا ہم سب کے لئے ضروری ہے۔ کہ زبانی تبلیغ کے علاوہ مناسب حال لٹریچر و کتب دے کر فریضہ تکمیل تبلیغ کو پورا کریں۔ اس جہت سے تبلیغ کرنے کے لئے مرکز سلسلہ قادیان سے لٹریچر شائع کیا جاتا ہے۔ لٹریچر چھوٹے پمفلٹ بھی ہوتے ہیں۔ اور بڑی کتب بھی۔ چھوٹے پمفلٹ حسب ضرورت و گنجائش مفت سپلائی کئے جاتے ہیں۔ اور بڑی کتب کی صرف اتنی قیمت لی جاتی ہے کہ جس سے پھر طبع کرائی جاسکیں۔ سب احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس فریضہ کی تکمیل کے لئے پہلے سے زیادہ توجہ کریں۔ عام لٹریچر کے علاوہ جو بڑی کتب نظارت سے قیمتاً مل سکتی ہیں۔ ان کی فہرست درج ذیل ہے۔ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں منگوا کر تبلیغ کے لئے کام میں لائیں۔

خاکسار مرزا وسیم احمد
ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

نمبر	نام کتاب	زبان		قیمت
۱	قرآن کریم مترجم	انگریزی	قیمت	۱۰/- روپے
۲	سیرت آنحضرت صلعم	"	"	۹/- "
۳	" "	ہندی	"	۴/- "
۴	اسلامی اصول کی فلاسفی	اردو	"	-/۶۲ "
۵	" "	انگریزی	"	۲/- "
۶	" "	سندھی	"	۳/- "
۷	قبر مسیح (علیہ السلام)	انگریزی	"	-/۶۲ "
۸	احمدیت کا پیغام	اردو	"	-/۶۲ "
۹	" "	انگریزی	"	۱/- "
۱۰	نظام نو	"	"	۱/۵۰ "
۱۱	جو دین بیچیں	گورمکھی	"	۲/- "
۱۲	سکھ مسلم اتحاد	اردو	"	۲/- "
۱۳	تبلیغ ہدایت	"	"	۲/- "
۱۴	دعوۃ الامیر	"	"	۴/- "
۱۵	ختم نبوت کی حقیقت	"	"	-/۷۵ "
۱۶	سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	"	"	-/۲۵ "
۱۷	تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک	"	"	۱/- "
۱۸	الفرقان درویشانِ قادیان نمبر	"	"	۲/- "
۱۹	" فلسفہ امامت نمبر	"	"	۱/۲۵ "
۲۰	قرآنی تعلیمات	انگریزی	"	۱/- "
۲۱	اسلام اور اشتراکیت	اردو	"	-/۲۵ "
۲۲	" "	انگریزی	"	-/۲۵ "
۲۳	درِ منثور من سیرت طیبہ	اردو	"	-/۱ "
۲۴	ضرورتِ مذہب	"	"	-/۶۲ "
۲۵	احمدیت یعنی حقیقی اسلام	انگریزی	"	۴/- "
۲۶	کشتی نوح			-/۶۲ "
۲۷	اسلام کا اقتصادی نظام	اردو	"	۱/- "
۲۸	" "	انگریزی	"	۱/۷۵ "
۲۹	نظامِ نو	اردو	"	۱/- "
۳۰	انقلابِ حقیقی	"	"	۱/- "

درخواستِ دعا

مکرم سید محمد زکریا صاحب صدر جماعت احمدیہ سونگڑہ (اڑیسہ) اچانک فالج کے حملہ سے علیل ہیں۔ آنمکرم بہت ہی منکسر المزاج نیک طبیعت اور مخلص بھائی ہیں۔ بزرگانِ سلسلہ اور درویشان کرام کی خدمت میں انکی شفایابی کے واسطے درخواست دعا ہے۔

(مفتی فضل الرحمٰن صاحب قائمقام امیر اڑیسہ)

خبریں

چنڈی گڑھ ۔ ۲۴ر اگست ۔ آج چنڈی گڑھ میں ۴۰۰ کمیونسٹ ورکروں کو جن کی رہنمائی ماسٹر ہری سنگھ ایم ۔ ایل سی کر رہے تھے سول سیکرٹریٹ کے باہر پکٹنگ کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا ہے ۔ ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی نے ستیاگرہ اور پکٹنگ کی یہ تحریک ملک بھر میں پانچ دن کے لئے شروع کی ہے ۔ اس کا مقصد حکومت کو اناج اور دیگر اشیاء کی گرانی کی روک تھام کے لئے حرکت میں آنے پر مجبور کرنا ہے گرفتار یاں دینے والوں کا یہ مطالبہ بھی ہے کہ بنکوں کو نیشنلائز کیا جائے اور اناج کی سرکاری تجارت شروع کی جائے ۔

امرتسر ۲۴ر اگست ۔ کیروں پریوار کی انکم ٹیکس سے متعلقہ تمام فائلیں امرتسر پہنچ ہو گئی ہیں ۔ اور اب یہیں انکم ٹیکس کی تشخیص ہو گی ۔ دہلی سے ایک خاص افسر اور اس کا عملہ اس کی تشخیص کے لئے آ رہا ہے ۔ انکم ٹیکس ماہرین سے بات چیت کرنے پر پتہ چلا ہے کہ جس طریقہ سے انکم ٹیکس چھپانے میں ہیرا پھیری اور اس کی چوری کا کیس سامنے آیا ہے ۔ اس سے تو یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کیروں پریوار کو اتنا بھاری انکم ٹیکس اور جرمانے ادا کرنے پڑیں گے کہ شاید تمام غیر منقولہ جائداد سے بھی پورے نہ ہو سکیں ۔

سیگاؤں ۲۴ر اگست ۔ تاج طلباء نے جنوبی ویٹنام کی وزارت اطلاعات پر دھاوا بول دیا ۔ اور اس کے ایک حصہ کو تباہ کر دیا ۔ گڑبڑ دوسرے شہروں میں بھی پھیل گئی ہے ۔ ہنوئی کے مقام پر ایک ہزار طلباء بازاروں میں گھومتے رہے ۔ اور مظاہرے کرتے رہے ۔

نئی دہلی ۲۴ر اگست ۔ کمیونسٹ پارٹی کی غذائی ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں آج پارٹی کے ورکروں نے نیا بازار نو ڈگرین مارکیٹ میں اناج کی تھوک دکانوں کے سامنے پکٹنگ کی اور ۱۵ ورکر گرفتار کر لئے گئے ۔ اس سے پہلے ۴۰۰ کر چار سو اشخاص کے ساتھ جلوس کی شکل میں اناج مارکیٹ میں آئے وہ قیمتوں میں اضافہ اور ذخیرہ اندوزوں کے خلاف نعرے لگا رہے تھے ۔

سیگاؤں ۲۴ر اگست جنوبی ویٹ نام کی حکومت کے خلاف بودھوں میں زبردست بے چینی پیدا ہونے کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں بودھ لیڈروں کا کہنا ہے کہ موجودہ حکومت بودھوں پر اتیا چار کر رہی ہے ۔ اور اس کے خلاف ایجی ٹیشن کی جائے گی ۔ کل یہاں نیشنل بودھ ہیڈ کوارٹر کے قریب دو زبردست دھماکے ہونے سے راجدھانی لرز اٹھا ۔ یہ دھماکے کرفیو شروع ہونے کے بعد ہوئے بودھ ہیڈ کوارٹر کے باہر سینکڑوں بودھ طلباء اور نوجوان رات بھر نگہداری کرنے کے لئے تعینات تھے ۔ اس سے پہلے ہزاروں بودھوں نے مزاحمت کی تحریک کی یاد منانے کے لئے جمع ہوئے تھے ۔ بودھوں کی تحریک گزشتہ سال ڈیم سرکار کے مظالم کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے شروع ہوئی تھی ۔ کل سینکڑوں طلباء نے جنوبی ویٹ نام کے ریڈیو سٹیشن پر حملہ کر دیا ۔ اور اس کا براڈ کاسٹ اور ہر کمرہ تباہ کر دیا ۔ ہجوم کو روکنے کے لئے جو ہتھیار پولیس تعینات تھی اس کا گھیرا توڑ دیا گیا ۔

پونہ ۲۴ر اگست ۔ شری جے پرکاش نارائن نے ایک انٹرویو میں کہا کہ چین کے ساتھ ہمارا سرحدی جھگڑا جنگ کے ذریعہ حل نہیں ہو سکتا ۔ چین کوئی قانونی تصفیہ قبول کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ۔ اس لئے میں سیاسی تصفیہ کے حق میں ہوں ۔ ہمیں کچھ لینے اور کچھ دینے کا راستہ اختیار کرنا چاہیئے ۔ سیاسی تصفیہ میں دونوں ملکوں کے تعلقات کا خیال رکھنا ہو گا ۔ شری جے پرکاش نارائن کی رائے میں چین اور پاکستان کے مسائل کا آپس میں گہرا تعلق ہے ۔

کھٹمنڈو ۲۴ر اگست ۔ بھارت کے بدیش منتری سردار سورن سنگھ نے کل شام شاہ مہندر کے ساتھ ایک گھنٹہ تک بات چیت کی بعد میں انہوں نے ایک انٹرویو میں کہا کہ ہم نے جن مختلف مسائل پر بات چیت کی ان کے متعلق بھارت اور نیپال میں مکمل مشابہت پائی جاتی ہے ۔ ہم نے دونوں ملکوں سے متعلق سبھی معاملات اور وسیع تر بین الاقوامی اہمیت کے امور پر تبادلہ خیال کیا ۔ مجھے خوشی ہے کہ دونوں حکومتوں کے نظریات میں مکمل مشابہت پائی جاتی ہے ۔

بنگلور ۲۴ر اگست ۔ اپ راشٹرپتی ڈاکٹر ذاکر حسین نے یہاں ہندی پرچار سبھا کی کانووکیشن میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مختلف بولیاں بولنے والے لوگوں میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے ہندی بہترین ذریعہ ہے ۔ ہندی کا پرچار ایک بھاری اہمیت کا حامل قومی کام ہے ۔ بھارت کی سنسکرتی بھاشا اور رسم و رواج میں تنوع پایا جاتا ہے ۔ ملک کے جو مختلف مسائل درپیش ہیں ۔ وہ صرف متحدہ کوششوں ہی سے حل ہو سکتے ہیں ۔ قوم زبان سے ہم سب کے ایک ہونے کے جذبہ کو فروغ ملے گا ۔ وہ یکجہتی پیدا ہو گی ۔ قومی طاقتوں میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے ان دونوں باتوں کی اشد ضرورت ہے ۔ وہ دن دور نہیں ۔ جب ہندی صحیح معنوں میں راشٹر بھاشا بن جائے گی

جمشید پور ۲۴ر اگست ۔ گزشتہ چار روز سے مسلسل بارشوں کے نتیجہ میں فولاد کے شہر جمشید پور کے شمال اور مشرق میں ہی ہوئی آبادیوں اور اس شہر کے پاس بہہ رہی دو ندیوں میں زبردست سیلاب آ جانے کی وجہ سے بھاری خطرہ پیدا ہو گیا ہے چنانچہ ان آبادیوں کے لوگ محفوظ مقامات پر منتقل ہو گئے ہیں

بدر کو نقصان سے بچایئے

احباب جماعت سے اپیل

خریداران بدر کی خدمت میں بدر کے چندہ کے لئے باوجود متعدد خطوط ارسال کرنے کے اور بھی نہ چندہ اور نہ ہی کوئی جواب موصول ہوتا ہے ۔ جس پر دفتر کو مجبوراً احباب کو وی ۔ پی کرنا پڑتا ہے ۔ جو کہ بعض احباب کی طرف سے واپس آ جاتا ہے ۔ اس سے ایک تو دفتر کو مالی نقصان اٹھانا پڑتا ہے ۔ دوسرے دفتری کام میں کافی الجھن اور دقت پیدا ہوتی ہے ۔

لہٰذا خریداران بدر سے التماس ہے کہ وہ چندہ ختم ہونے کی اطلاع ملنے پر چندہ ارسال فرما کر ایک تو خود وی ۔ پی کی زائد رقم خرچ کرنے سے بچیں اور دفتر کو بھی مالی نقصان کی وجہ سے محفوظ رکھ کر مشکور فرما دیں ۔

نیز

وی ۔ پی کو وصول کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھیں ۔

(مینیجر بدر)